ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

47

www.tanzeem.org

15تا21صفر المظفر1436ھ/9تا15دسمبر2014ء

اس شمارے میں

فوج: بائنڈنگ فورس؟

نفاق کا علاج: انفاق

خاک ہو جائیں گے ہم ......

قوم یونسؑ کی توبہ

30 نومبر کو کیا ہونے والا ہے؟

عدل و توازن کا فقدان

صادق و امین کون؟

دھرنے، امیدیں اور عوام

اجنبیت

وہ مومن جسے اللہ نے اپنے دین کی بصیرت، اپنے رسول ﷺ کی سنت کی سوجھ بوجھ اور اپنی کتاب کا فہم عطا کیا ہے اور ساتھ ہی اسے یہ بھی دکھا دیا ہے کہ لوگ کن خواہشوں، بدعتوں اور گمراہیوں میں گرفتار ہیں اور کس طرح وہ اس صراطِ مستقیم سے بھٹک گئے ہیں جس پر رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ گامزن تھے، اگر وہ اس راہِ راست پر چلنا چاہے تو اسے جاہلوں اور اہل بدعت کی مذمت پر، ان کی طعن و تشنیع پر اور ان کی تحقیر و عیب چینی پر صبر کرنا ہوگا۔ وہ لوگوں کو اس سے نفرت دلائیں گے اور اس سے خوف زدہ کریں گے۔ وہ اس کے ساتھ ہر طرح کے مکر کریں گے۔ اس کے لیے دھوکے کے جال بچھائیں گے اور اپنی فوج لے کر اس پر دوڑ پڑیں گے۔

وہ ان کے درمیان اپنے دین میں اجنبی ہوگا کیونکہ ان کا دین بگڑ چکا ہوگا۔ وہ اپنی اتباعِ سنت میں اجنبی ہوگا کیونکہ وہ بدعتوں سے چمٹے ہوئے ہوں گے۔ وہ اپنے صحیح عقیدے میں اجنبی ہوگا کیونکہ ان کے عقائد غلط اور باطل ہوں گے۔ وہ اپنی نمازوں میں اجنبی ہوگا کیونکہ ان کی نمازیں فاسد ہوں گی۔ وہ اپنے طریقے میں اجنبی ہوگا کیونکہ وہ غلط راہوں پر چل رہے ہوں گے۔ وہ اپنے تعلق میں اجنبی ہوگا، کیونکہ وہ خدا کے رسولؐ کی طرف منسوب ہوگا اور وہ اپنے جھوٹے راہنماؤں کی طرف منسوب ہوں گے۔ وہ اپنی معاشرت میں اجنبی ہوگا کیونکہ وہ ان کی خواہشات کے خلاف ان سے سلوک کرے گا۔

معروف و منکر

سید جلال الدین عمری

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

جب ہر امت میں ایک گواہ کھڑا ہوگا

سُورۃُ النّحل | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات 88 ، 89

اَلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ صَدُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ زِدۡنٰہُمۡ عَذَابًا فَوۡقَ الۡعَذَابِ بِمَا کَانُوۡا یُفۡسِدُوۡنَ ﴿۸۸﴾ وَ یَوۡمَ نَبۡعَثُ فِیۡ کُلِّ اُمَّۃٍ شَہِیۡدًا عَلَیۡہِمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِہِمۡ وَ جِئۡنَا بِکَ شَہِیۡدًا عَلٰی ہٰۤؤُلَآءِ ؕ وَ نَزَّلۡنَا عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ تِبۡیَانًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ وَّ ہُدًی وَّ رَحۡمَۃً وَّ بُشۡرٰی لِلۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۸۹﴾

آیت ۸۸ ﴿اَلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ صَدُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ زِدۡنٰہُمۡ عَذَابًا فَوۡقَ الۡعَذَابِ بِمَا کَانُوۡا یُفۡسِدُوۡنَ ﴿۸۸﴾﴾ ”وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور روکتے رہے (دوسروں کو) اللہ کے راستے سے، ہم ان کے عذاب پر عذاب کا اضافہ کرتے جائیں گے، بسبب اس فساد کے جو وہ کرتے تھے۔“

اُن لوگوں کا عذاب بتدریج بڑھتا ہی چلا جائے گا جنہوں نے نہ صرف حق کو جھٹلایا بلکہ اس کے خلاف سازشیں کیں اور لوگوں کو ورغلا کر اللہ کے رستے سے روکتے رہے۔

آیت ۸۹ ﴿وَ یَوۡمَ نَبۡعَثُ فِیۡ کُلِّ اُمَّۃٍ شَہِیۡدًا عَلَیۡہِمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِہِمۡ﴾ ”اور (ذرا تصور کرو اُس دن کا) جس دن ہم ہر اُمت میں کھڑا کریں گے ایک گواہ ان پر ان ہی میں سے“

یہ وہی الفاظ ہیں جو ہم آیت ۸۴ میں پڑھ آئے ہیں۔ قیامت کے دن تمام رسولؑ اپنی اپنی امت پر گواہ ہوں گے۔ سورۃ الاحزاب میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اس حوالے سے فرمایا گیا: ﴿یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ شَاہِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیۡرًا ﴿۴۵﴾ وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذۡنِہٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیۡرًا ﴿۴۶﴾﴾ ”اے نبیؐ! یقیناً ہم نے آپؐ کو بھیجا ہے گواہی دینے والا، خوشخبری دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر، اور بلانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور ایک روشن چراغ“۔ اسی طرح سورۃ المزمل میں حضور ﷺ کے بارے میں فرمایا: ﴿اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلَیۡکُمۡ رَسُوۡلًا ۬ۙ شَاہِدًا عَلَیۡکُمۡ کَمَاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ رَسُوۡلًا ﴿ؕ۱۵﴾﴾ ”یقیناً ہم نے بھیجا ہے تمہاری طرف ایک رسول، گواہی دینے والا تم پر جیسے ہم نے بھیجا تھا فرعون کی طرف ایک رسول۔“

﴿وَ جِئۡنَا بِکَ شَہِیۡدًا عَلٰی ہٰۤؤُلَآءِ ؕ﴾ ”اور آپؐ کو کھڑا کریں گے گواہ (بنا کر) ان کے خلاف۔“

قبل ازیں ہم سورۃ النساء میں بھی اس سے ملتی جلتی یہ آیت پڑھ چکے ہیں: ﴿فَکَیۡفَ اِذَا جِئۡنَا مِنۡ کُلِّ اُمَّۃٍۭ بِشَہِیۡدٍ وَّ جِئۡنَا بِکَ عَلٰی ہٰۤؤُلَآءِ شَہِیۡدًا ﴿ؕ۴۱﴾﴾ ”پھر کیا حال ہوگا جب ہم لائیں گے ہر اُمت میں سے ایک گواہ اور آپؐ کو لائیں گے ان پر گواہ“۔ یہاں ہٰۤؤُلَآءِ کے لفظ میں قریش مکہ کی طرف اشارہ ہے جن تک حضور ﷺ نے براہِ راست اللہ کی دعوت پہنچادی تھی۔ لہٰذا قیامت کے دن آپؐ ان کے خلاف گواہی دیں گے کہ اے اللہ میں نے آپ کا پیغام بے کم وکاست ان تک پہنچا دیا تھا اور اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں چھوڑی تھی۔ میں نے اس ضمن میں برس ہا برس تک ان کے درمیان ہر طرح کی مشقت اٹھائی۔ انہیں تنہائی میں فرداً فرداً بھی ملا اور علی الاعلان اجتماعی طور پر بھی اُن سے مخاطب ہوا۔ میں نے اس سلسلے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے اللہ کا یہ پیغام اہل عرب تک براہِ راست پہنچا دیا اور باقی دنیا تک قیامت تک کے لیے یہ پیغام پہنچانے کی ذمہ داری آپ ﷺ نے امت کو منتقل فرمادی۔ اب اگر اُمت اس فرض میں کوتاہی کرے گی تو لوگوں کی گمراہی کا وبال افرادِ امت پر آئے گا۔ چنانچہ یہ بہت بھاری اور نازک ذمہ داری ہے جو اُمت مسلمہ کے افراد ہونے کے سبب ہمارے کندھوں پر آپڑی ہے۔ سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۴۳ میں اُمتِ مسلمہ کی اس ذمہ داری کا ذکر تحویل قبلہ کے ذکر کے فوراً بعد اس طرح فرمایا گیا: ﴿وَ کَذٰلِکَ جَعَلۡنٰکُمۡ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَکُوۡنُوۡا شُہَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَ یَکُوۡنَ الرَّسُوۡلُ عَلَیۡکُمۡ شَہِیۡدًا ؕ﴾ ”اسی طرح ہم نے تمہیں ایک اُمت وسط بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور رسول تم پر گواہ بنے“۔ اس بھاری ذمہ داری کی ادائیگی کے دوران بہت مشکل اور جان گسل مراحل کا آنا ناگزیر ہے۔ اس طرح کے مشکل مراحل سے گزرنے کا طریقہ سورۃ البقرۃ ہی میں آگے چل کر اس طرح واضح کیا گیا: ﴿یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَ الصَّلٰوۃِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿۱۵۳﴾﴾ ”اے اہل ایمان تم مدد طلب کرو نماز اور صبر کے ساتھ، یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے“۔ اور پھر اس راہ میں جان کی بازی لگانے والے خوش نصیب اہل ایمان کی دلجوئی اس طرح فرمائی گئی: ﴿وَ لَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ یُّقۡتَلُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتٌ ؕ بَلۡ اَحۡیَآءٌ وَّ لٰکِنۡ لَّا تَشۡعُرُوۡنَ ﴿۱۵۴﴾﴾ ”اور مت کہو انہیں مُردہ جو اللہ کے رستے میں قتل کر دیے جائیں، بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تمہیں (ان کی زندگی کا) شعور نہیں۔“

﴿وَ نَزَّلۡنَا عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ تِبۡیَانًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ وَّ ہُدًی وَّ رَحۡمَۃً وَّ بُشۡرٰی لِلۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۸۹﴾﴾ ”اور (اے نبی ﷺ!) ہم نے اُتاردی ہے آپ پر یہ کتاب وضاحت کرتی ہوئی ہر شے کی، اور یہ ہدایت، رحمت اور بشارت (بن کر آئی) ہے مسلمانوں کے لیے۔“

یعنی حیاتِ انسانی کے تمام مسائل کا حل قرآن میں موجود ہے۔ قرآن ان لوگوں کے لیے ہدایت، رحمت اور بشارت ہے جو مسلم یعنی اللہ کی فرمانبرداری کرنے والے ہیں۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

15 تا 21 صفر المظفر 1436ھ جلد 23
9 تا 15 دسمبر 2014ء شمارہ 47

مدیر مسئول حافظ عاکف سعید
مدیر ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر محبوب الحق عاجز

نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-36293939
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فوج: بائنڈنگ فورس؟

ہمارا سیاسی، سماجی اور معاشی زوال رکنے نہیں پا رہا۔ ہمارے لیڈران حکومت میں ہیں یا اپوزیشن میں قومی سطح پر جگ ہنسائی کا باعث بن رہے ہیں۔ فریقین جمہوریت کو اپنا نصب العین اور ایمان قرار دیتے ہیں، لیکن جمہوری تماشا بھی ہم دنیا کو دکھا رہے ہیں۔ اسلام آباد کے ڈی چوک میں کنٹینر میں مقیم صاحب روزانہ یہ لیکچر دیتے تھے کہ اظہارِ رائے اور احتجاج اُن کا جمہوری حق ہے، کوئی یہ حق اُن سے چھین نہیں سکتا۔ اور سچی بات یہ ہے کہ اگرچہ اُن کے روزمرہ کے حکومت مخالف بیانات سے حکومت بہت تلملائی مگر اُن کا یہ حق چھینا نہیں۔ لیکن اب صاحبِ کنٹینر آگے بڑھ کر ایسا قدم اٹھانے جا رہے ہیں جس سے دوسروں کی حق تلفی ہوگی۔ اگر آپ شہر بند کر دیں گے تو کیا طالب علموں، مسافروں، تاجروں اور بیماروں کی حق تلفی نہ ہوگی؟ یورپ میں آزادی اظہارِ رائے کی مثال دینے والے یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ وہاں کبھی شہر نہیں بند کیے جاتے۔ اُن کا بھی یہ اصول ہے کہ ایک فرد کی آزادی دوسرے شخص کے لئے آزاری کا باعث نہ بنے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ عمران خان اور تحریک انصاف کے ہاتھ سے صبر کا دامن چھوٹ گیا ہے اور وہ تصادم کی راہ پر چل نکلے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ یہ تصادم اُن کے لئے زیادہ خطرناک ہے یا حکومت کے لئے، لیکن ہم یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ ملک کے لئے انتہائی خطرناک اور ضرر رساں ثابت ہوگا۔

دوسری طرف حکومت بھی انتہائی بچکانہ رویہ اختیار کیے ہوئے ہے۔ وہ صرف آج کا سوچتی ہے، کل کی اُسے کوئی فکر نہیں۔ جس دن دھرنے میں زیادہ لوگ ہوتے ہیں اُس دن وزراء کے بیانات مفاہمت آمیز ہوتے ہیں اور جس دن زیادہ لوگ نظر نہ آئیں تو حکومت اکڑفوں بن جاتی ہے۔ عمران خان کے مسلسل مطالبہ پر نہ چار حلقے کھولے نہ جوڈیشل کمیشن کی بات کی، لیکن جب 14 اگست کو اسلام آباد میں بہت بڑے ہجوم کی آمد نظر آئی تو دو دن پہلے جوڈیشل کمیشن قائم کرنے کی سپریم کورٹ کو درخواست دے دی۔ عمران خان کے ساتھ طاہر القادری کا دھرنا طویل ہوا تو مذاکرات شروع کر دیئے اور چھ میں سے ساڑھے پانچ مطالبات تسلیم کرنے کا اعلان کر دیا۔ جونہی قادری صاحب نے ڈی چوک سے بوریا بستر لپیٹا، حکومت منحرف ہوگئی۔ عمران خان نے 30 نومبر کی تاریخ دی تو اُس کا مذاق اُڑایا۔ لیکن جب 30 نومبر کو اسلام آباد میں بہت بڑا جلسہ ہوا اور عمران خان نے مختلف شہر بند کرنے کی دھمکی دے دی تو خود ہی مذاکرات مذاکرات کی رٹ لگا دی۔ حکومت عمران کی سیاسی قوت دیکھ کر آگے بڑھتی اور پیچھے ہٹتی ہے۔ یہ سیاسی لحاظ سے انتہائی غلط طرزِ عمل ہے۔ حکومت حکومت ہوتی ہے۔ اُس کے

طرزِ عمل یہ ہونا چاہیے کہ اپوزیشن اگر کمزور بھی پڑ جائے تو فخر سے گردن اکڑانے کی بجائے اُس کے جائز مطالبات کو غور سے سنے اور جتنا ممکن ہو اس کمزوری کی حالت میں اُسے ریلیف دے۔ یہ رویہ آپ کی پوزیشن کو مزید کمزور کر دے گا۔ اپوزیشن کے اندر حکومت کے ہمدرد پیدا ہو جائیں گے۔ لیکن کمزور کو اگر آپ دیوار سے لگائیں گے تو وہ آخری کوشش کے طور پر آپ کا منہ نوچنے کی کوشش کرے گا۔ تو پھر سب سے زیادہ نقصان حکومت کو پہنچنے کا خطرہ ہے بلکہ ریاست کی سلامتی پر بھی سوالیہ نشان لگ جائے گا۔

اُدھر سیاست دانوں کی کھینچ تان اور لڑائی سے ایک مرتبہ پھر امریکہ نے اپنا رخ سویلین حکومت سے موڑ کر فوج کی طرف کر دیا ہے۔ جس انداز کا راحیل شریف کو امریکہ میں پروٹوکول ملا ہے اور جس طرح اُن کے سات روزہ دورے نے طوالت پکڑی ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ ایک مرتبہ پھر خطرہ کی گھنٹی بج گئی ہے۔ راحیل شریف کے سرکاری دورہ کے دوران امریکی وزیر خارجہ جان کیری امریکہ میں موجود نہیں تھے، لہٰذا راحیل شریف کے سرکاری دورے کے اختتام پر اُن کا نجی دورہ شروع ہو گیا۔ درحقیقت یہ جان کیری کا انتظار تھا۔ جان کیری نے واپس آ کر غیر معمولی کام کیا کہ راحیل شریف کو اتوار کے روز سرکاری ڈنر دیا جو صرف امریکہ کا سرکاری دورہ کرنے والے سربراہانِ مملکت کو دیا جاتا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ مہمان اور میزبان کے درمیان کیا گفتگو ہوئی، لیکن جان کیری کا یہ بیان بڑا الارمنگ تھا کہ پاکستان کی فوج پاکستان کی بائنڈنگ فورس ہے۔ ہمیں اس بیان میں ایک بھرپور پیغام نظر آتا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ راحیل شریف اس حوالہ سے کس حد تک قائل ہوئے ہیں، لیکن ہم جان کیری کے اس بیان سے شدید اختلاف کرتے ہیں کہ پاکستان کی فوج پاکستان کی بائنڈنگ فورس ہے اور اس کی پُر زور طریقہ سے نفی کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ قائداعظم محمد علی جناح کی وفات کے بعد سے لے کر آج تک گویا سڑسٹھ سال سے فوج پاکستان میں بلاواسطہ یا بالواسطہ مقتدر قوت رہی ہے۔ کبھی پس پردہ اور کبھی بے پردہ۔ فوج کنٹرولنگ اور نیم کنٹرولنگ اتھارٹی کی حیثیت سے اس گاڑی کے سٹیرنگ پر موجود رہی۔ پھر بھی اگر پاکستان تباہی و بربادی کا شکار ہے، اور ہم اندرونی سطح پر باہم دست و گریبان ہیں اور خارجی سطح پر تنہا ہیں، تو ظاہر ہے اس صورت میں یہ سب کچھ فوج کا کیا دھرا ہے۔ لہٰذا فوج بائنڈنگ فورس کیسے ہوئی؟ پاکستان دولخت ہوا تو پاکستان کا صدر ایک فوجی تھا۔ سیاچین ہمارے ہاتھ سے نکلا تو حکمران فوجی تھا۔ کراچی میں لسانی قوت فوجی دور میں اُبھری بلکہ اپنے سیاسی مقاصد کی تکمیل کے لئے فوج نے خود پیدا کی اور اُسے توانا کیا۔ وہ دن گیا آج تک کراچی میں امن قائم نہیں ہو سکا۔

ہمیں اس حقیقت کو بلا چوں و چرا تسلیم کرنا ہو گا کہ پاکستان کی بائنڈنگ فورس صرف اور صرف اسلام ہے۔ اس بات کو وقتی طور پر چھوڑ دیجئے کہ ہم نے پاکستان حاصل کرتے وقت اللہ سے کیا وعدہ کیا تھا؟ اس بات کو بھی چھوڑ دیں کہ پاکستان میں 97فی صد مسلمان بستے ہیں۔ ہمیں کوئی صرف یہ بتا دے کہ بنگال میں رہنے والے مسلمان کا پندرہ سو میل دور بسنے والے پٹھان سے کیا تعلق تھا کہ اس جغرافیائی فصل کے باوجود ایک دوسرے کی زبان نہ سمجھنے کے باوجود مختلف بود و باش رکھنے کے باوجود انگریز حکمران اور ازلی دشمن ہندو اُنہیں ایک قوم تسلیم کرنے اور ایک ملک میں جمع کر دینے پر آخر کیوں مجبور ہوا؟ صرف اسی لئے کہ رنگ و نسل کے اختلاف کے باوجود اُن کا مذہب ایک تھا۔ اسلام نے ہمیں جوڑا لیکن جب ہم نے اس سیمنٹ کو درمیان سے نکال دیا تو پھر ہم ٹوٹ گئے، ہم بکھر گئے۔ آج بھی پاکستان اگر انتشار کی طرف بڑھ رہا ہے تو صرف اور صرف اس لئے کہ ہم اُس نظریہ کو عملی شکل نہیں دے رہے جو اس کی بنیاد ہے۔ فوجی اور عسکری لحاظ سے تو ہم اتنے مضبوط ہو چکے ہیں کہ اب ہمارے پاس چھوٹے سائز کے ایٹم بم ہیں۔ ہم revolving gun بنا چکے ہیں جو پہلے صرف اسرائیل کے پاس تھی۔ پھر ہم کانپ کیوں رہے ہیں؟ ہم پر لرزہ کیوں طاری ہے؟ ہر ایرا غیرا ہماری سلامتی پر سوال کیوں اٹھا رہا ہے؟ اور داخلی سطح پر یہ خون خرابہ کیسا ہے؟ یقیناً جدید ترین ہتھیار اور ایک مضبوط فوج کسی ریاست کی اہم ضرورت ہے۔ لیکن کسی نظریاتی ملک کے لئے فوج اور ہتھیار صرف اُس صورت میں نفع بخش اور استحکام کا باعث بن سکتے ہیں اگر اُس نظریہ کو جو ریاست کی بنیاد ہو اوڑھنا بچھونا بنایا جائے۔ جان کیری تو دشمن ہے، دشمنی کا حق ادا کرے گا۔ راحیل شریف، فوج، حکومت اور عوام تو پاکستان دوست ہیں۔ وہ یہ سمجھیں کہ پاکستان کے لئے بائنڈنگ فورس صرف اور صرف اسلام ہے۔ لیکن ایسا اسلام نہیں جو صرف آئین کی کتاب میں موجود ہو بلکہ جو پاکستان کو حقیقی اسلامی فلاحی ریاست بنا دے اور جس کی پارلیمنٹ واقعتاً قرآن اور سنت کے خلاف کسی قسم کی قانون سازی نہ کر سکے اور صحیح معنوں میں شریعت محمدی ﷺ کا نفاذ ہو۔ ☆☆☆

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ
کے دو فکر انگیز خطابات پر مشتمل کتابچہ
توبہ کی عظمت اور تاثیر
اور موجودہ حالات میں کرنے کا اصل کام
اشاعتِ خاص: 65روپے
اشاعتِ عام: 35روپے

نفاق کا علاج: انفاق

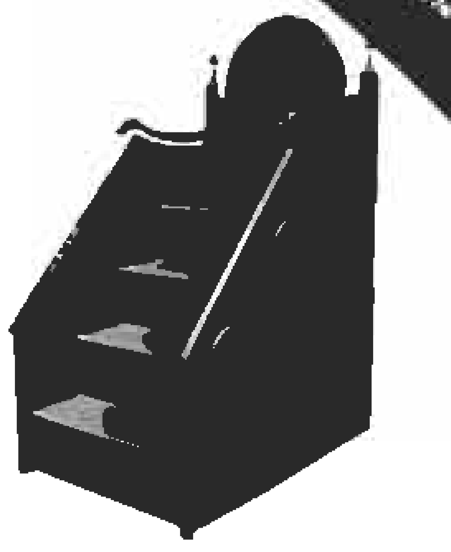

سورۃ المنافقون کی آیات 7 تا 11 کا مطالعہ

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید ﷾ کے 28 نومبر 2014ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

حضرات! ابھی آپ نے سورۃ المنافقون کی آخری پانچ آیات سماعت فرمائیں۔ اس سورت کی ابتدائی چھ آیات میں نفاق کی حقیقت، اس مرض کے پیدا ہونے اور بڑھنے کے مراحل، منافقت کی کچھ علامات اور اِن علامات کے حوالے سے کچھ عملی رویوں کا ذکر آیا ہے۔ آخری پانچ آیات میں سے دو آیات ایک واقعہ سے متعلق ہیں، جس کی تفصیل احادیث کی کتابوں صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی وغیرہ میں موجود ہے۔ یہ واقعہ سن 6ھ میں پیش آیا۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ غزوہ بنی مصطلق میں جو شعبان 6ھ میں ہوا تھا، اسلامی لشکر میں مسلمانوں کے علاوہ کچھ منافقین بھی شامل تھے۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بھی لشکر میں شریک تھا۔ منافقین کا طرزِ عمل عموماً یہ ہوتا تھا کہ وہ اُس غزوہ میں جس میں مشکلات کا اندیشہ کم ہوتا اور غنیمت ملنے کی زیادہ امید ہوتی تھی، ضرور شامل ہوتے تھے۔ لیکن جس غزوہ میں زیادہ مشکلات دکھائی دیتیں اس میں شریک ہونے سے کتراتے اور جھوٹے بہانے بنا کر پیچھے رہ جاتے تھے۔ بہرحال غزوۂ مصطلق میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ واپسی پر اسلامی لشکر نے قریب ہی ایک جگہ پڑاؤ کیا۔ دو مسلمانوں کا وہاں آپس میں جھگڑا ہو گیا۔ ان میں سے ایک شخص مہاجر تھے اور دوسرے انصاری۔ ان دونوں میں کچھ تکرار ہوئی تو بات بڑھ گئی۔ مہاجر صحابی نے انصاری کو ایک لات ماردی۔ اس پر ایک ہنگامہ شروع ہو گیا۔ بعض لوگوں نے اس کو مہاجر انصار کا مسئلہ بنانے کی کوشش کی۔ حضور اکرم ﷺ کو جب اس تنازعہ کی اطلاع ملی تو آپ ؐ فوراً تشریف لائے اور معاملے کو رفع دفع کرا دیا۔ لیکن اس کے بعد چہ مگوئیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اور عبداللہ بن ابی کو اپنی تخریبی ذہنیت کو آگے بڑھانے کا موقع مل گیا۔ اس نے انصار کی محفل میں یہ کہنا شروع کر دیا کہ مہاجرین کی ہمتیں بڑھتی چلی جارہی ہیں۔ ہم نے ان پر احسانات کیے اور یہ اس کے جواب میں ہمارے ساتھ آج یہ سلوک کر رہے ہیں۔ اس میں اصل قصور تمہارا اپنا ہے۔ یہ لوگ مکہ سے لٹے پٹے آئے تھے۔ تم ہی نے ان کو پناہ دے کر سر پر چڑھایا ہے۔ اُس نے (معاذ اللہ) یہاں تک الفاظ استعمال کیے کہ ''سمن کلبک تا کلک'' اپنے کتے کو کھلا پلا کر موٹا کرو تو ایک دن وہ تمہیں ہی کھائے گا۔ اور ساتھ ہی

مرتب: محبوب الحق عاجز

اس نے یہ کہا کہ اب طے کر کے جاؤ کہ مدینہ پہنچ کر ہم جو عزت دار ہیں وہ ذلیل اور کمتر لوگوں کو نکال باہر کریں گے۔ اس دوران ایک نوجوان صحابی زید بن ارقم ؓ وہاں سے گزر رہے تھے۔ انہوں نے یہ باتیں سن لیں اور آ کر اپنے چچا سے کہیں، جو سینئر صحابہ میں سے تھے۔ انہوں نے یہ سب کچھ حضور اکرم ﷺ کو بتا دیا کہ عبداللہ بن ابی اس قسم کی باتیں کر رہا ہے، اور اس انداز سے لوگوں کو اکسایا جا رہا ہے۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے عبداللہ ابن ابی کو طلب کر لیا۔ عبداللہ نے خفت مٹانے کے لئے جھوٹی قسمیں کھانی شروع کر دیں۔ کہنے لگا زید بن ارقم کو غلط فہمی ہوگئی ہے یا خواہ مخواہ کوئی پرانی دشمنی نکال رہا ہے۔ عبداللہ بن ابی کے بارے میں معلوم ہونا چاہیے کہ نبی اکرم ﷺ کے مدینہ تشریف آوری سے پہلے وہ اوس اور خزرج کا سربراہ بننے والا تھا۔ لیکن جب ان قبائل کے اکثر لوگ ایمان لے آئے اور پھر آپ ؐ مدینہ تشریف لے آئے تو وہ سارا منصوبہ ختم ہو گیا۔ اب تو حضور اکرم ﷺ بے تاج بادشاہ بن گئے۔ نئی صورتحال میں عبداللہ بن ابی بھی کہنے کو تو ایمان لے آیا تھا، لیکن دل میں جو بات چھپی تھی، اس کے سبب اسلام اور پیغمبر سے عداوت رکھتا تھا اور نفاق کا روگی تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے بعض دفعہ اس کی حرکتوں کی وجہ سے یہاں تک فرمایا کہ کیا ہے کوئی ہے جو اُسے قتل کر دے۔ لیکن پھر مصلحت کا تقاضا یہی سمجھا گیا کہ اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ بہرحال اس واقعہ پر جب عبداللہ بن ابی کہی جانے والی باتوں سے صاف مکر گیا تو حضرت زید بن ارقم ؓ کو سخت ملال ہوا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت زید ؓ کی صداقت کے اظہار کے لئے یہ آیات نازل کیں، جن میں عبداللہ بن ابی کے کردار کو پوری طرح طشت از بام کر دیا گیا۔ آیئے! اِن کا مطالعہ کریں۔ فرمایا:

﴿هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ (۷) يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا

يَعۡلَمُوۡنَ (٨)﴾ (المنافقون)

’’یہی ہیں جو کہتے ہیں کہ جو لوگ رسول اللہ کے پاس (رہتے) ہیں ان پر (کچھ) خرچ نہ کرو۔ یہاں تک کہ یہ (خود بخود) بھاگ جائیں۔ حالانکہ آسمانوں اور زمین کے خزانے اللہ ہی کے ہیں لیکن منافق نہیں سمجھتے۔ کہتے ہیں کہ اگر ہم لوٹ کر مدینے پہنچے تو عزت والے ذلیل لوگوں کو وہاں سے نکال باہر کریں گے۔ حالانکہ عزت اللہ کی ہے اور اس کے رسول کی اور مومنوں کی لیکن منافق نہیں جانتے۔‘‘

یہ منافقین کا عام رویہ بھی تھا کہ وہ انصار مدینہ کو مہاجرین پر مال خرچ کرنے سے منع کرتے تھے۔ البتہ غزوہ مصطلق کے مذکورہ واقعہ میں خاص طور پر عبداللہ بن ابی نے انصار سے کہا کہ تم نے مہاجرین کی مدد کی اور ان کو اپنے ساتھ رکھا، اب دیکھ لو، اس کا نتیجہ سامنے آ رہا ہے۔ یعنی یہ اب تمہارا کھا کر تمہیں پر غرا رہے ہیں۔ ان کا علاج یہ ہے کہ ان پر خرچ کرنا بند کر دو۔ یہ اپنے آپ تتر بتر ہو جائیں گے اور مدینہ کے علاوہ کہیں اور اپنا ٹھکانہ تلاش کریں گے۔ نیز اُس نے یہ بھی کہا کہ ہم جو عزت والے ہیں ان ذلیلوں (مہاجرین) کو مدینے سے نکال دیں گے۔ اللہ نے یہاں واضح کر دیا کہ منافق ہرگز عزت والے نہیں ہیں۔ عزت اور غلبہ صرف اللہ کے لئے ہے اور پھر وہ اپنی طرف سے جس کو چاہے عزت و غلبہ عطا فرما دے۔ چنانچہ وہ اپنے رسولوں پر ایمان لانے والوں کو عزت اور سرفرازیاں عطا فرماتا ہے، نہ کہ ان کو جو اُس کے نافرمان ہوں۔ ان آیات کے نازل ہونے سے عبداللہ بن ابی کا پول کھل گیا اور سب لوگ اُس کے خلاف ہو گئے۔ یہاں تک کہ اس کا بیٹا بھی مدینہ سے باہر تلوار سونت کر کھڑا ہو گیا کہ باپ کی گردن اڑا دوں کہ اس نے یہ کیوں کہا کہ جو عزت والے ہیں وہ ذلیلوں کو نکال باہر کریں گے۔ اُس نے باپ سے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ سے معافی مانگو، ورنہ میں تمہاری گردن اڑا دوں گا۔ تمہیں مدینہ میں داخل نہیں ہونے دوں گا۔ اس طرح جو دوسروں کو ذلیل کہتا تھا، اللہ نے اسی موقع پر اسے اپنے بیٹے کے ہاتھوں شدید طور پر ذلیل و رسوا کر دیا۔

آگے فرمایا:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُلۡهِكُمۡ اَمۡوَالُكُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُكُمۡ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنۡ یَّفۡعَلۡ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ﴾ (المنافقون:9)

’’مومنو! تمہارا مال اور اولاد تم کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دے۔ اور جو ایسا کرے گا تو وہ لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔‘‘

منافقین کے ذکر کے فوری بعد اہل ایمان کو یہ تنبیہہ کر دی کہ مال و اولاد کی محبت تم پر اتنی غالب نہ آ جائے کہ تم اللہ کے ذکر سے غافل ہو جاؤ۔ نفاق کا اصل سبب دنیا سے محبت ہوتا ہے۔ عبداللہ بن ابی کا معاملہ تو قدرے مختلف تھا۔ وہ تو ابتدا ہی سے مصلحتاً ایمان لایا تھا، اس کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ ورنہ اُس نے حضور اکرم ﷺ کے مقام و مرتبہ اور برتری کو دل سے کبھی تسلیم نہیں کیا۔ لیکن دیگر منافقین کی اکثریت کا حال یہ تھا کہ انہیں نفاق کا روگ دنیا سے بے قید محبت کی وجہ سے لاحق ہو گیا تھا۔ ایمان تو وہ صحیح معنوں میں لائے تھے مگر پھر جب دین کے عملی تقاضے سامنے آئے، اللہ کی راہ میں جہاد و انفاق کی بات آئی تو پھر پسپائی کا سفر شروع کر دیا۔ انہوں نے راہ حق میں خطرات مول لینے اور قربانیاں پیش کرنے کی بجائے جان و مال بچانے کے لئے یہود کے ساتھ تعلقات استوار کر لئے۔ حب مال و اولاد نے انہیں اللہ کی یاد سے غافل کر دیا۔ اپنی حقیقت اور ہستی کی حقیقت بھلا دی۔ ایمانی حقائق سے منہ پھیر دیا۔ اسلام یہ کہتا ہے کہ انسان اللہ کا بندہ ہے۔

پریس ریلیز 05 دسمبر 2014ء

حکومت کا نابیناؤں پر تشدد اُس کے اخلاقی اندھے پن کا ثبوت ہے

دین سے غداری کے سبب ہم عذاب الٰہی کے مستحق ہو چکے ہیں

عذاب الٰہی سے بچاؤ کے لئے حکمران اور عوام اللہ کی طرف رجوع کریں اور اسلام کے نظام عدل اجتماعی کو کسی اگر مگر کے بغیر نافذ کیا جائے

حافظ عاکف سعید

حکومت کا نابیناؤں پر تشدد اُس کے اخلاقی اندھے پن کا ثبوت ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطبہ جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ پنجاب حکومت نے یہ وتیرہ اختیار کر لیا ہے کہ پہلے مظاہرین پر تشدد کرتے ہیں اور پھر اِس کا ملبہ پولیس پر ڈال دیا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر یہ ظلم و ستم پولیس نے اپنی مرضی سے ڈھایا ہے تو وہ اتنے طویل عرصہ سے حکومت میں ہونے کے باوجود پولیس کی اصلاح کرنے میں کیوں ناکام ہیں۔ انہوں نے آرمی چیف راحیل شریف کے دورۂ امریکہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اللہ خیر کرے، امریکہ اِس دورہ کو انتہائی کامیاب قرار دے رہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ آیا یہ دورہ امریکی نقطۂ نظر سے کامیاب ہوا ہے۔ اگر ایسا ہے تو مستقبل قریب میں پاکستان کو بہت بڑے امتحان سے گزرنا پڑے گا۔ اِس لیے کہ تاریخ بتاتی ہے کہ امریکی کامیابی میں عالم اسلام خصوصاً پاکستان کی ناکامی اور مخالفت پنہاں ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکمران ہی نہیں بلکہ عوام بھی اللہ کے دین کے ساتھ جس غداری کی مرتکب ہوئے ہیں، اِس کے نتیجہ میں اہل پاکستان عذاب کے مستحق ہو چکے ہیں۔ اِس عذاب کو صرف اسی صورت میں ٹالا جا سکتا ہے کہ ہم تائب ہوں، اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی طرف رجوع کریں۔ اور اسلام کے نظام عدل اجتماعی کو کسی اگر مگر کے بغیر نافذ کریں ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ امریکہ و بھارت سمیت سب دشمنوں سے ہماری حفاظت فرمائے گا۔ ان شاء اللہ

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

اُس کو یہاں جو زندگی ملی ہے، وہ امتحان و آزمائش کے لئے ہے۔ دنیا کی عارضی کامیابی یا ناکامی بھی امتحان کے لئے ہے۔ اصل کامیابی آخرت کی کامیابی اور حقیقی ناکامی وہاں کی ناکامی ہے۔ انسان کا المیہ یہ ہے کہ جب اپنی حقیقت اور انجام سے غافل ہو جاتا ہے تو پھر دنیا ہی اس کی ترجیح بن جاتی ہے۔ اور دنیا بنانے کے لئے آخرت کی کامیابی کو فراموش کر دیتا ہے۔ حالانکہ یہ سخت نادانی کی بات ہے۔ اس شخص سے زیادہ احمق کوئی نہیں ہو سکتا جو دنیا کی چند روزہ زندگی کی خاطر اپنی دائمی زندگی کا نقصان کرنے کے لیے تیار ہو جائے۔ دنیا تو دھوکے کا سامان ہے۔ یہ انسان کو اپنے اندر گم کر لیتی ہے۔ آدمی کے لئے ضروری ہے کہ وہ شعوری طور پر کوشش کرے کہ ایمانی حقائق ذہن میں تازہ رہیں۔ ورنہ دنیا ہی کے حقیر مفادات اور مسائل میں غرق ہو کر وہ اپنی عاقبت برباد کر ڈالے گا۔ انسان کو دنیا میں اللہ کی یاد سے غافل کرنے والی چیزوں میں سب سے نمایاں مال اور اولاد ہیں۔ ان میں بڑی کشش رکھی گئی ہے۔ یہی تو امتحان ہے۔

بالعموم مال و دولت، دنیا اور رشتہ و پیوند کی محبت آدمی کو اپنے انجام سے غافل کر دیتی ہے، اور وہ دنیا ہی کا اسیر ہو کر رہ جاتا ہے۔ جو شخص حقیقتِ ہستی کو سمجھ گیا اس کے لیے محبوب ترین اللہ کی ہستی ہوتی ہے۔ وہی سب سے زیادہ قابلِ محبت ہوتا ہے۔ اس لئے کہ دنیا میں جو بھی خیر، خوبی، حسن اور رعنائی ہے وہ سب اُسی کی عطا ہے۔ کسی کی اپنی نہیں ہے۔ تو پھر ان چیزوں سے سب سے بڑھ کر محبت کیوں کی جائے۔ سب سے بڑھ کر محبت اس ہستی سے کیوں نہ کی جائے جو سرچشمۂ خیر ہے، سرچشمۂ حسن ہے۔ مسلمان ہو کر منافقانہ رویے دراصل مال و اولاد کی محبت کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ یہی چیزیں آدمی کو اللہ کی یاد سے غافل کرتی ہیں۔ لہٰذا اہل ایمان کو تاکید کی کہ دیکھو، تمہارا مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کرنے پائیں۔ یہ انسان کے لیے سب سے بڑا جال ہے۔ سورۃ التغابن میں اِس مضمون کو مزید کھولا گیا اور صاف فرما دیا گیا کہ ”تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لیے فتنہ ہیں۔“ یہ تمہاری کمزوریاں ہیں۔ دراصل ان کے ذریعے اللہ تمہیں آزما رہا ہے۔ یہیں سے تم آزمائش میں ناکام ہوتے ہو۔ تم جب تک ان سے چوکنے نہیں رہو گے، کامیابی کے راستے پر آگے نہ بڑھ سکو گے۔ ان کی محبت غالب آ گئی تو پھر وہی کچھ کرو گے جو کافر اور منافق کرتے ہیں۔ اقبال نے کہا تھا:

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق!

جب آدمی پر حبِّ مال و اولاد غالب آ جائے، اور اُسے دنیا پرستی اپنے جال میں پھانس لے تو اُس کا ذہن یہ بن جاتا ہے کہ موت کا تذکرہ کرو ہی نہیں کہ اس سے لذاتِ دنیوی میں رکاوٹ آتی ہے۔ بہتر ہے کہ کسی اور دلچسپی کے اندر مگن رہو۔ آج ساری دنیا اسی فکر پر چل رہی ہے۔ لوگوں کی زندگی میں ایسی ایسی چیزیں داخل ہو گئی جو اللہ کی یاد کو اور زیادہ بھلانے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی یاد کے لئے پانچ وقت نماز کا تحفہ دیا ہے، تا کہ ہم دن میں پانچ وقت دنیا سے ناتا توڑ کر اُس کے حضور حاضر ہو جائیں۔ نماز سب سے بڑی یاد دہانی ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ﴾ ”اور نماز قائم کرو میری یاد کے لئے۔“ نماز کے علاوہ اور اوقات میں بھی کھڑے، بیٹھے، لیٹے کثرت سے اللہ کا ذکر کرتے رہنا چاہیے، تاکہ ہم اس غفلت سے نکل سکیں۔ غفلت سے شیطان کو حملہ آور ہونے کا موقع ملتا ہے۔ نماز غفلت کا علاج اور شیطان کے مقابلے میں ایک مضبوط ہتھیار ہے، بشرطیکہ اس کو پورے خشوع و خضوع اور حضوری کی کیفیت طاری کر کے پڑھا جائے۔ مال و اولاد سے چوکنے رہنے کی ہدایت کے ساتھ ساتھ اس روش کا انجام بھی بتا دیا کہ جو شخص مال و اولاد اور دنیا کی محبت کی وجہ سے اللہ سے غافل ہو گیا، وہ سخت خسارہ میں پڑ گیا۔

آگے فرمایا:

﴿وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِیْٓ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ لا فَاَصَّدَّقَ وَاَکُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ o﴾ (المنافقون:10)

”اور جو (مال) ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے اس (وقت) سے پیشتر خرچ کر لو کہ تم میں سے کسی کی موت آ جائے تو (اس وقت) کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار! تو نے مجھے تھوڑی سی اور مہلت کیوں نہ دی، تاکہ میں خیرات کر لیتا اور نیک لوگوں میں داخل ہو جاتا۔“

یعنی جو مال و دولت تمہیں اللہ نے عطا کیا ہے اُسے اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ یہ انفاق تمہارے حق میں بہت بہتر ہے۔ نفاق ایک مرض ہے جس کا بہت بڑا سبب حبِّ مال ہے۔ نفاق کا علاج انفاق ہے۔ لہٰذا نفاق سے بچاؤ اور دنیا کی محبت کو دل سے نکالنے کے لیے زیادہ سے زیادہ مال خرچ کرو۔ مال اور اولاد کی محبت کی وجہ سے تم اللہ کی یاد سے غافل ہو رہے ہو۔ یہ محبت نکلے گی، تو پھر تمہارا قبلہ درست ہونے کا امکان ہے۔ کسی انسان کو کوئی مہلک بیماری جیسے کینسر وغیرہ لاحق ہو جائے تو اس کے علاج پر لاکھوں روپے خرچ ہو جاتے ہیں۔ اگر ہمیں ایک ایسا مہلک مرض لاحق ہونے کا اندیشہ ہو جس کے نتیجے میں ہماری عاقبت برباد ہو رہی ہو تو اس سے بچاؤ کے لیے ہم اپنا مال خرچ کیوں نہ کریں۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ یہ مال صرف دنیا ہی میں فائدہ دے سکتا ہے۔ مرنے کے بعد یہ ہمارے کچھ کام نہ آئے گا۔ دانشمندی کا تقاضا یہی ہے کہ مرنے سے قبل راہِ خدا میں خوب روپیہ پیسہ خرچ کیا جائے۔ ورنہ جب موت سر پر کھڑی ہو گی تو اُس وقت سوائے پچھتاوے کے ہمارے ہاتھ کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ اس وقت ہم کف افسوس ملیں گے اور کہیں گے اے پروردگار مجھے تھوڑی سی مہلت مزید کیوں نہیں دے دیتا کہ میں خوب صدقہ کروں اور نیک لوگوں میں سے ہو جاؤں۔ مگر تب مہلت نہ ملے گی۔ وہ وقت ہم سب پر آنا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اس سے پہلے پہلے اپنا مال خرچ کر کے نفاق سے بچاؤ کی تدبیر کریں، تاکہ اُخروی کامیابی کے لیے راستہ ہموار ہو سکے۔

آخر میں فرمایا:

﴿وَلَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰہُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُھَا ط وَاللّٰہُ خَبِیْرٌ م بِمَا تَعْمَلُوْنَ o﴾ (المنافقون:11)

”اور جب کسی کی موت آ جاتی ہے تو اللہ اس کو ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے“

موت کا وقت اللہ کے ہاں طے ہے۔ جب وہ وقت آ جائے تو آدمی خواہ لاکھ گڑگڑائے، ایک لمحہ کی بھی مزید مہلت نہ ملے گی۔ یاد رکھو، جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ تو اس سے باخبر ہے، اسے سب معلوم ہے کہ تم کرتے کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مرض نفاق سے اور اس کی ہر شکل سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

☆☆☆☆

خاک ہو جائیں گے ہم کفر کے مٹ جانے سے!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

آج گھٹن کے اس ماحول میں جہاں امریکا عازم جہاد ہے پوری دنیا میں بری، بحری، فضائی بیڑے لیے میدان میں اتری ہوئی ہے۔ امریکا اس کے اعلان جہاد پر پوری امت سر بکف دہشت گردی کا کلمہ پڑھتی امام جہاد کے پیچھے پیچھے اپنے اپنے ممالک میں دہشت گردوں کی جان کو آلی۔ ان کے نام طے کر دیئے گئے۔ طالبان اور القاعدہ جس پر چاہو یہ لیبل لگا دو۔ ہر قانون ان کو گولی مارنے یا عقوبت خانوں میں پھینکنے کی سزا سناتا ہے، ملک شرق وغرب کا کوئی بھی ہو، مرد، عورتیں، بچے...... بوڑھے کسی کی استثناء نہیں۔ (12 اکتوبر کے ایکسپریس ٹربیون نے 12 عرب بچوں اور 2 عرب خواتین کے حراست میں لیے جانے کی خبر دی ہے۔) شہید کی اصطلاح بھی قبضے میں لے لی گئی۔ سلمان تاثیر اور شہباز بھٹی ''شہید'' ہوئے تھے۔ حال ہی میں یہ بلاول میاں نے فتویٰ دیا ہے۔ کمال ہے اس پر کوئی سوال نہ اٹھا حالانکہ منور حسن صاحب نے یہ لفظ استعمال کیا تو سب تڑپ اٹھے! روشن خیالی، مسلم کشی اور اسلام کے بخیے ادھیڑنے پر مامور پورے ماحول میں کیا وجہ ہے کہ بڑے بڑے سیکولر، دہریے، فخریہ آنجہانی کمیونزم سے رشتہ جوڑنے والے بھی شہادت کے معاملے میں بڑے جذباتی ہو جاتے ہیں؟ قرآن وحدیث سے جاہل افراد کا تو یہ رویہ سمجھ میں آتا ہے۔ تاہم آل عمران، انفال، توبہ، سورۃ محمدؐ پڑھے ہوئے کے لیے یا احادیث سے مس رکھنے والا بھی قتال فی سبیل اللہ اور شہادت پر کوئی اشتباہ نہیں رکھتا۔ کتب حدیث میں کتاب الایمان کے ابتدا ہی میں اخلاص نیت کی حدیث جسے بیان کرتے ہوئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تین مرتبہ بے ہوش ہوئے، سٹی گم کر دینے کو بہت کافی ہے! جہاد فی سبیل اللہ کو مسخ کر کے غربت کے خلاف جہاد، ناخواندگی کے خلاف جہاد، بڑھتی آبادی کے خلاف جہاد (موجودہ عالمی جہاد مسلمانوں کی بڑھتی آبادی ہی کے خلاف ہے!) والے کیا جانیں کہ عنداللہ یہ اصطلاحات کیا معنی رکھتی ہیں۔

اس وسیع وعریض کائنات میں اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ جو اس کا خالق، مالک، بادشاہ حقیقی، مدبر الامر ہے۔ اس کائنات کے اس چھوٹے سے کرۂ زمین پر انسان کو اختیار دے کر اللہ نے آباد کیا ہے۔ زمین اس کی ملک ہے۔ مخلوق اللہ کی ہے۔ اس پر حکم اسی کا چلنا چاہیے۔ **الا له الخلق والامر** ...... (خبردار! مخلوق اس کی ہے، حکم اسی کا چلے گا) بندۂ مومن اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے زبان و بیان، دعوت و تبلیغ کی قوتوں سے جدوجہد (جہاد) کرتا ہے۔ مزاحم (کفریہ) قوتوں کی مزاحمت ختم کرنے کے لیے، انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر رب واحد کی غلامی میں دینے کے لیے، میدان قتال میں اتر جانے والا مجاہد/مقاتل فی سبیل اللہ ہوتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرما دیا: جو شخص اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے لڑے وہی مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔ (بخاری) مختلف مواقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ ناموری کے لیے لڑنا، مال غنیمت کے لیے لڑنا، بہادری دکھانے، قومی حمیت کی خاطر لڑنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کسی کو بھی قتال/جہاد فی سبیل اللہ کی حیثیت سے قبول نہیں کیا۔

اصطلاحوں کے جھگڑے تو قرآن، حدیث سے رجوع کر کے ختم ہوتے ہیں۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ اسلامی اصطلاحوں پر اتھارٹی امریکہ، رینڈ کارپوریشن اور اقوام متحدہ کو مان بیٹھے ہیں۔ یا پھر آکسفورڈ سے افتاء کی سند لیے بلاول میاں بتاتے ہیں کہ شہداء کون ہیں! ہمارا علاج تو گورے نے 1924ء میں خلافت توڑنے کے بعد کماحقہ کر دیا تھا۔ مسلم کالونیوں میں اپنے سچے غلاموں کی فوج ظفر موج کو سیاست، انتظامیہ، تعلیم، مقننہ ہر شعبۂ زندگی میں متعین کر کے۔ لارڈ کرزن نے خلافت توڑ کر پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہمیں اسلامی اتحاد کا ذریعہ بننے والے ہر سبب کا سدباب کرنا ہوگا۔ ہمیں یقینی بنانا ہوگا کہ مسلمان کبھی دوبارہ متحد ہونے کے لیے اٹھ نہ سکیں خواہ وہ ثقافتی سطح پر ہو یا دانشورانہ سطح پر۔ مسلم امہ کا تصور پاش پاش کرنے اور قومیت کی تنگنائے میں مقید کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ یہاں سب سے پہلے پاکستان پڑھایا۔ اردن جانے والے نے بتایا، وہاں لکھا تھا بورڈ پر ''سب سے پہلے اردن!'' خود وہ یورپین یونین بن کر ایک کرنسی ایک وحدت میں ڈھل گئے، ویزے پاسپورٹ کی پابندی سے آزاد، نیٹو کی صورت فوجی قوت یکجا! کفر ملۃ واحدہ...... بنیان مرصوص بنی وہ بھی ہمارے خلاف صف آرا اور ہم خود بھی اپنے خلاف صف آرا، اپنے اپنے (ایمان والے) قبائل سے برسرپیکار۔ پاکستان، مصر، یمن غرض ہر جگہ! کہاں وحدت الٰہ کی بنیاد پر بننے والی وحدت انسانیت جس میں تمام نسلوں قوموں کے لوگ کامل مساوات سے ضم ہو گئے تھے! انسانوں کا شاندار یک رنگ، ہم آہنگ گروہ قابلیتیں ذہانتیں باہم متعاون اخوت میں گندھا۔ اور کہاں آج خود تہذیب کے دعویدار امریکا میں سیاہ فام نوجوانوں پر برستا ظلم کا کوڑا اور نتیجتاً غم وغصے کی شدید لہر جو اس کی چولیں ہلائے دے رہی ہے! باقی پوری دنیا الگ خونچکاں۔ کفر کی جنگیں لڑتے مسلم ممالک نے اپنی اخوت، استحکام، وقار پارہ پارہ کر دیا۔ اندازہ کیجیے، ہمارے 30 لاکھ مسلمان گھر سے بے گھر ہوئے بیٹھے ہیں۔ وزیرستان کی تباہی پر امریکا ہماری پیٹھ ٹھونک رہا ہے۔ شاباش الگ اور ڈالر مزید۔ ہزاروں ایمان والے عقوبت خانوں میں پھینک رکھے ہیں امریکی جہاد کی خاطر۔ پشاور ہائی کورٹ نے 17 لاپتہ افراد (کی لاشوں) کا کیس نمٹا دیا۔ عدلیہ بے بس ہے۔ خاندانوں سے کہا کہ کوہاٹ حراستی مرکز میں ہونے والی ان اموات کی FIR کٹوائیں۔ طاہر علی نے کوہاٹ مرکز سے دو بھائیوں کی لاشیں وصول کی ہیں۔ وہ تیسرے محبوس بھائی سے ملاقات کی درخواست اس خوف کے تحت نہیں دے رہا کہ پھر اس کی بھی لاش نہ تھما دی جائے۔ ایک لاش شدہ بھائی صرف نویں جماعت کا طالب علم تھا۔ ایک ضعیف، خان باچا عدالت میں رو رہا تھا کہ اس کے بیٹے اور دو بھتیجوں کی لاشیں دے دی گئی ہیں۔ اور ایک بیٹا اب بھی حراستی مرکز میں ہے۔ اس کے خاندان کے 9 لوگوں کو اٹھایا گیا تھا۔ (دی نیوز۔ 28 نومبر، اختر امین کی رپورٹ) قبل ازیں آمنہ جنجوعہ سپریم کورٹ کو حراستی مراکز سے 104 ملنے والی لاشوں کی فہرست دے چکی ہیں۔ بقول ان کے کچھ تو گولی زدہ لاشیں اِدھر اُدھر پھینکی ہوئی ملتی ہیں اور کچھ حراستی مراکز سے دی جاتی ہیں۔ اعلیٰ عدالتی کمیشن بنا کر تحقیق اور محاسبہ کرنے کی درخواست کی گئی ہے۔ ہم بڑی

محنت سے ایک ایسی پوری نسل تیار کر رہے ہیں جو ظلم، دربدری، بے گھری، ریاستی لاقانونیت کے چرکے سہتی جوش انتقام سے بھر جائے۔ امریکا افغان دلدل میں ہماری شہ اور اصرار پر اب مزید رہنے پر راضی ہو گیا ہے۔ اٹلی جرمنی کے فوجی بھی۔ جس جنگ کے چرکوں نے امریکا کو اندر تک کھوکھلا کر دیا ہم کس برتے پر اسے طول دینے اور خود اذیتی کے اس شکنجے کو مزید کسنے کے درپے ہیں؟ ہماری قیادتوں کی امریکا نوازی اس حال کو پہنچ گئی ہے کہ گویا:

بے نیازی نہ خدا سے ہے نہ مذہب سے گریز
خاک ہو جائیں گے ہم کفر کے مٹ جانے سے

اسی لیے سسک سسک کر امریکا کو ایک سال اور ٹھہر جانے پر راضی کر لیا ہے!''جہاد'' بھی کرنا ہے۔''شہید'' (امریکہ) بھی ہونا ہے۔ڈالر بھی کھانے ہیں!

ماھنامہ میثاق لاھور

کے قارئین نوٹ فرمالیں کہ جنوری 2015ء سے میثاق کے زرتعاون میں حسب ذیل تبدیلی کی جا رہی ہے۔

قیمت فی شمارہ :	30روپے
سالانہ زرتعاون :	300روپے

مکتبہ خدام القرآن

قرآن اکیڈمی، K-36 ماڈل ٹاؤن، لاہور
فون 3-35869501
email:anjuman@tanzeem.org

(تبدیلی تاریخ)

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ

''قرآن اکیڈمی 25 آفیسرز کالونی بوسن روڈ
(عقب ملتان لاء کالج) ملتان'' میں

19 تا 21 دسمبر 2014ء کو منعقد ہونے والا

نقباء کورس (نئے و متوقع نقباء کے لئے)

اب 26 تا 28 دسمبر 2014ء

(بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

کو منعقد ہوگا، زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 061-6520451, 0331-7045701

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: (042)36316638-36366638

ملک بھر کے نجی تعلیمی اداروں میں ''آئی ایم ناٹ ملالہ'' ڈے منایا گیا

آل پاکستان پرائیویٹ سکولز فیڈریشن کی کال پر ملک بھر کے پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں ''I am not Malala day'' منایا گیا۔اس موقع پر ملالہ کی کتاب'' I am Malala'' کے بارے میں آگاہی سیمینارز، سیشن اور واک کا اہتمام کیا گیا۔آل پاکستان پرائیویٹ اسکولز فیڈریشن کے صدر مرزا کاشف علی کی زیر صدارت پریس کانفرنس اور سیمینار ہوا۔دیگر صوبائی صدور ملک ابرار حسین، شاہد نور، فیصل رضوان، عبدالرشید کاکڑ، سلیم خان اور وجاہت بیگ بھی شامل تھے۔ مرزا کاشف علی نے کہا کہ ملک بھر میں ہر سال 10 نومبر کو'' آئی ایم ناٹ ملالہ ڈے'' منایا جائے گا اور نجی سکولوں میں کتاب پر پابندی برقرار رہے گی۔فیڈریشن نے فیصلہ کیا ہے کہ ملک بھر کے پرائیویٹ سکولز کسی بھی صورت مذکورہ کتاب کو اپنی لائبریریوں یا دیگر نصابی سرگرمیوں کا حصہ نہ بننے دیں گے۔ ہر سال اساتذہ کتاب سے متعلق حقائق کو عوام کے سامنے لائیں گے۔انہوں نے کہا کہ طلبہ کو یہ بتانا ضروری ہے کہ ملالہ نے اپنی کتاب میں کیا لکھا ہے اور اس بات پر بھی بحث ہونی چاہیے کہ اس نے ملعون سلمان رشدی کی کتاب پر اپنے باپ کے حوالے سے آزادی رائے کے حق کی بات کیوں کی اور ایسا کرنا کیوں انتہائی غلط ہے اور ملالہ کیوں ملعون سلمان رشدی کی وکالت کرنے اور ملعونہ تسلیمہ نسرین کی چھوٹی بہن بننے پر فخر محسوس کرتی ہے۔انہوں نے کہا کہ ملالہ کی کتاب اسلامی تعلیمات اور نظریۂ پاکستان سے متصادم ہے اور قائداعظمؒ اور علامہ اقبالؒ کے نظریے کے بھی خلاف ہے۔

قوم یونس کی توبہ

احمد علی محمودی

حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے قوم کو راہ خدا کی دعوت دی لیکن قوم ایمان نہ لائی۔ قبل اس کے کہ خدا کی طرف سے ہجرت کا حکم آتا اور آپ ان کے لیے اپنی ڈیوٹی چھوڑ دیتے آپؑ وہاں سے ناراض ہو کر چل دیے اور ان لوگوں سے کہنے لگے کہ تین دن میں تم پر اللہ کا عذاب آجائے گا۔ جب قوم کو اس بات کی تحقیق ہوگئی اور انہوں نے جان لیا کہ انبیاء علیہم السلام جھوٹے نہیں ہوتے تو یہ سب کے سب چھوٹے بڑے مع بادشاہ کے اپنے جانوروں اور مویشیوں کو لے کر بے قرار ہو کر جنگل میں سچی توبہ کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ بچوں کو ماؤں سے جدا کر دیا گیا اور بلک بلک کر نہایت عاجزی سے جناب باری میں گریہ وزاری شروع کر دی۔ ایک طرف ان کی آہ و بکا اور دوسری طرف جانوروں کی فریاد، غرض رحمت خداوندی متوجہ ہوئی اور عذاب اٹھا لیا گیا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۭ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ 98 ﴾ (یونس)

''پھر کیا ایسی کوئی مثال ہے کہ ایک بستی عذاب دیکھ کر ایمان لائی ہو اور اس کا ایمان اس کے لیے نفع بخش ثابت ہوا ہو؟ یونسؑ کی قوم کے سوا (اس کی کوئی نظیر نہیں) وہ قوم جب ایمان لے آئی تو ہم نے اس پر سے دنیا کی زندگی میں رسوائی کا عذاب ٹال دیا تھا اور اس کو ایک مدت تک زندگی سے بہرہ مند ہونے کا موقع دے دیا تھا۔''

حضرت یونس علیہ السلام یہاں سے چل کر ایک کشتی میں سوار ہوئے۔ آگے جا کر طوفان کے آثار نمودار ہوئے۔ تمام کشتی والے گھبرا گئے۔ قریب تھا کہ کشتی ڈوب جائے سب نے مل کر سوچ و بچار کی کہ طوفان میں یہ کشتی کیوں آئی؟ جس کے جواب میں ایک عمر رسیدہ شخص نے کہا کہ میرا تمام عمر کا تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ جب کوئی غلام اپنے آقا سے بھاگ کر کشتی میں سوار ہوتا ہے تو یقیناً کشتی میں ایسا ہی طوفان آتا ہے، پس آواز دی جائے کہ جو غلام اپنے آقا سے بھاگا ہوا ہے وہ اپنے آپ کو ظاہر کر دے کہ تمام اہل کشتی کی ہلاکت سے اس بھگوڑے غلام کی ہلاکت بہتر ہے۔ باہم مشورہ سے قرعہ ڈالا گیا تو وہ حضرت یونس علیہ السلام کے نام نکلا، لیکن کسی نے آپؑ کو دریا میں ڈالنا پسند نہ کیا۔ دوبارہ قرعہ ڈالا گیا تو آپؑ ہی کا نام نکلا۔ تیسری مرتبہ پھر قرعہ ڈالا تو اب کی مرتبہ آپ ہی کا نام نکلا۔ چنانچہ خود قرآن میں ہے، ﴿ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ۝ ﴾ (الصفت:141)

اب کے حضرت یونس علیہ السلام خود کھڑے ہو گئے، کپڑے اتار کر دریا میں کود پڑے۔ بحر اخضر سے بحکم الٰہی ایک مچھلی پانی کاٹتی ہوئی آئی اور آپ کو لقمہ کر گئی۔ لیکن بحکم الٰہی نہ آپ کی ہڈی توڑی، نہ جسم کو نقصان پہنچایا۔ آپ اس کے لیے غذا نہ تھے بلکہ اس کا پیٹ آپ کے لیے قید خانہ تھا۔ آپؑ مچھلی کے پیٹ میں جا کر پہلے تو سمجھے کہ میں مر گیا ہوں، پھر پاؤں کو حرکت دی تو وہ ہلا، یقین ہوا کہ میں زندہ ہوں۔ وہیں سجدے میں گر پڑے اور کہنے لگے! بار الٰہی میں نے تیرے لیے اس جگہ کو مسجد بنایا، جسے اس سے پہلے کسی نے جائے سجود نہ بنایا ہوگا۔

حضرت یونس علیہ السلام کو وہ عظیم الشان مچھلی بحر محیط میں لے کر چلی اور وہ اس میں غوطہ زن ہوئی اور زمین کی تہہ میں پہنچی، جہاں اندھیرے ہی اندھیرے تھے۔ سمندر کے نیچے کا اندھیرا، مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا، پھر رات کا اندھیرا۔ ان اندھیروں میں پھنس کر جب آپؑ سمندر کی تہہ میں پہنچے تو وہاں سمندر کی تہہ کی کنکریوں اور سمندر کے جانوروں کی تسبیح سنی تو ان اندھیروں میں پکار اٹھے:

﴿ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ڰ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ﴾ (الانبیاء:87)

پس اس (یونسؑ) نے اندھیروں میں (اللہ کو) پکارا کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ (سب نقائص سے) پاک ہیں، بے شک میں ہی قصوروار ہوں۔''

ان کلمات کی صدا عرش پر سنائی دی جانے لگی۔ فرشتے کہنے لگے، بہت دور دراز کی یہ آواز ہے لیکن کان اس سے پہلے آشنا ضرور ہیں۔ آواز بہت ضعیف ہے۔ جناب باری تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا تم نے پہچانا نہیں؟ یہ میرے بندے یونس کی آواز ہے، فرشتوں نے کہا وہی یونسؑ جس کے پاک عمل قبول شدہ ہر روز آپ کی طرف آتے تھے اور جس کی دعائیں آپ کے ہاں مقبول تھیں۔ خدایا جیسے وہ آرام کے وقت نیکیاں کرتا تھا تو اس مصیبت کے وقت اس پر رحم فرما۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا کہ وہ آپ کو بغیر کسی تکلیف کے کنارے پر اگل دے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ وَكَذٰلِكَ نُــنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ 88 ﴾ (الانبیاء)

''سو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو غم سے نجات دے دی (اندھیروں سے نکال دیا) اور اسی طرح اہل ایمان کو بھی ہم (کرب و بلا سے) نجات دیا کرتے ہیں۔''

ہم اس وقت بحیثیت فرد و قوم گوناں گوں مصائب و آلام سے دوچار ہیں۔ ہماری اجتماعی زندگی کی کشتی بھنور کا شکار ہے۔ ایک بحران ختم نہیں ہوتا کہ دوسرا بحران منہ کھولے دکھائی دیتا ہے۔ ایک مسئلہ حل نہیں ہوتا کہ سینکڑوں مسائل سر اٹھائے نظر آتے ہیں۔ ایک دکھ دور نہیں ہوتا کہ مزید دکھ آگھیرتے ہیں۔ یاد رکھیے، ان سارے دکھوں کا مداوا صدق دل سے رجوع الی اللہ ہے۔ جس طرح حضرت یونس علیہ السلام کی پوری قوم اور حاکم وقت نے سچی توبہ کی تو آیا ہوا عذاب ٹل گیا، ضرورت اس بات کی ہے کہ آج ہمارے حاکم اور پوری قوم گریہ وزاری کریں اور اپنے روٹھے ہوئے رب کو منائیں، دوسروں کے عیب نہ دیکھیں بلکہ اپنے عیبوں پر نظر کریں تو پھر نظر آئے گا کہ سارے نقائص، سارے عیب تو میرے اپنے اندر ہیں، میرا کسی سے کوئی گلہ نہیں، اللہ کی ذات تو تمام عیبوں سے پاک ہے۔ میں ہی ظالم ہوں، میرا رب ظالم نہیں۔ وہ تو رحمٰن و رحیم ہے۔ توبہ کا دروازہ ابھی بند تو نہیں ہوا جلدی سے توبہ کر لوں، یقین کیجیے کہ رب کے حضور آنکھ سے بہنے والے چند قطرے جہنم کے دہکتے ہوئے انگاروں کو بجھانے کے لیے کافی ہیں۔

☆☆☆

30 نومبر: کیا ہونے والا ہے؟

خلافت فورم میں فکر انگیز مذاکرہ

مہمانانِ گرامی: بریگیڈیئر (ر) ڈاکٹر غلام مرتضیٰ (دفاعی تجزیہ کار)
ایوب بیگ مرزا (ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

میزبان: وسیم احمد — مرتب: وقار احمد

سوال: آپ کی رائے میں 30 نومبر کو اسلام آباد میں کیا ہونے جا رہا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: وقت آنے سے پہلے کوئی بات حتمی طور پر کہنا مشکل ہے۔ لیکن لگتا ہے کہ جس طرح عمران خان مختلف شہروں میں کامیاب جلسے کرتے چلے جا رہے ہیں وہ 30 نومبر کو اسلام آباد میں بھی ایک بہت بڑا اجتماع کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اگرچہ حکومت رکاوٹیں کھڑی کرنے کے دعوے کر رہی ہے لیکن لگتا ہے وہ عملاً کچھ نہیں کریں گے اور نہ ہی وہ کچھ کرنے کی پوزیشن میں ہے۔ کیونکہ عوام کے بہت بڑے اجتماع کو روکنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ عمران خان حکومت ختم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن ایک سیاستدان کے لیے یہ بہت بڑی کامیابی ہوتی ہے کہ وہ کامیاب سیاسی شو کے ذریعے اپنی پاور شو کر سکے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ 30 نومبر ایک بھرپور پرامن جلسہ ہوگا۔

سوال: 30 نومبر کو اگر ایک بڑا اجتماع منعقد ہو گیا تو عمران خان کو اس سے کیا حاصل ہوگا۔ جبکہ وہ استعفا کے مطالبہ سے پہلے ہی دستبردار ہو چکا ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: عمران خان صاحب نے اسلام آباد میں تقریباً 100 دن کامیابی سے دھرنا دیئے رکھا۔ جس میں کسی نہ کسی درجے میں حاضری آخری دن تک رہی۔ اور اسی دوران انھوں نے لاہور اور کراچی سمیت بہت سے دوسرے شہروں میں بھی بڑے جلسے کیے۔ اپنی تحریک سے اب تک وہ گورنمنٹ کو تو نہیں ہلا سکے۔ نہ ہی نواز شریف سے استعفا لے سکے۔ لیکن بہر حال اس مہم جوئی سے موجودہ حکومت کی رٹ بہت کمزور ہو گئی ہے۔ دوسری طرف اس وقت تک ن لیگ کی حکومت پارلیمنٹ میں سیاسی جماعتوں کے ساتھ یکجہتی قائم کرنے کے علاوہ ان دھرنوں کا اور کوئی توڑ نہیں کر سکی۔ اور اب عمران خان 30 نومبر کے جلسے سے شاید یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ 100 دن کے دھرنے کے باوجود ابھی تک ہمارے کارکن تھکے نہیں۔ جہاں تک حکومت کا معاملہ ہے، میں نہیں سمجھتا کہ وہ پولیس ایکشن کے ذریعے انھیں روکنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

سوال: آپ فرما رہے ہیں حکومت کی رٹ بہت کمزور ہو گئی ہے جبکہ میرا خیال ہے کہ عمران خان کی جدوجہد سے حکومت کی رٹ کو تو کوئی فرق نہیں پڑا۔ انھوں نے صرف ایک اخلاقی جواز کھویا ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: حکومت چل رہی ہے اور بظاہر قائم بھی ہے لیکن کوئی مثبت کام کرتی نظر نہیں آ رہی۔ جب بھی حکمران کوئی پیش قدمی کرنا چاہتے ہیں تو ان کے خلاف کوئی ایسا بیان آ جاتا ہے کہ وہ پھر دو قدم پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ ان کا اداروں پر کنٹرول پوری طرح سے موجود نہیں ہے جبکہ عمران خان وزیراعظم کے استعفا سے مشروط طور پر پیچھے ہٹے تھے کہ فلاں قسم کا کمیشن بنا دیا جائے لیکن اس کمٹمنٹ سے گورنمنٹ پیچھے ہٹ گئی۔ مجھے تو اس جلسے کے نتیجے میں نئے الیکشن کی طرف بات آگے بڑھتی نظر آ رہی ہے۔

ایوب بیگ مرزا: دونوں طرف سے مسلسل بیان بازی ہو رہی ہے اور اقدام بھی کیے جا رہے ہیں۔ مثلاً 25 نومبر سے جو لوگ بھی لاہور سے باہر جا رہے ہیں تو ان سے پوچھ گچھ کی جا رہی ہے کہ آپ کدھر جا رہے ہیں تو گورنمنٹ یہ بتانا چاہ رہی ہے کہ جو لوگ جائیں گے ہم ان سے پوچھ گچھ کریں گے۔ جہلم میں PTI کے جلسے میں فائرنگ ہوئی جس سے کافی لوگ زخمی ہوئے ہیں۔ یہ بھی حکومت کی سٹرٹیجی ہے کہ لوگوں کو ڈرایا جائے، دھمکایا جائے کہ یہاں فائرنگ بھی ہو سکتی ہے۔ دوسری طرف عمران خان نے اعلان کیا ہے کہ اگر ہمیں 30 نومبر کے جلسے سے روکا گیا تو میں اگلی تاریخ دے دوں گا۔ یعنی یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ یہ جلسے کی مصیبت آپ کے گلے سے ٹل نہیں سکتی۔

سوال: اگر 30 نومبر کو گڑبڑ ہوئی تو کیا تیسری قوت کے فائدہ اُٹھانے کے امکانات ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: اس وقت ہمارے خطے کے حالات کے پس منظر میں یہ دکھائی تو نہیں دیتا کہ کوئی تیسری قوت (یعنی فوج) کوئی فائدہ اُٹھائے گی۔ عمران اور قادری کے دھرنے کے دوران 30 اگست کے دن وہاں پر کافی حالات خراب ہو گئے تھے۔ شیلنگ اور ربڑ کی گولیاں استعمال کی گئی تھیں جس سے وہاں کافی لوگ زخمی ہوئے تھے اور شاید ایک یا دو بندے ہلاک بھی ہوئے تھے۔ قادری کے لوگوں نے پی ٹی وی کی بلڈنگ پر قبضہ کر لیا تھا۔ پی ٹی وی کی نشریات بھی بند ہو گئی تھیں وغیرہ اور بہت سے راستے بھی بند ہو گئے تھے۔ اس ساری صورتِ حال میں ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ابھی مارشل لاء لگ جائے گا۔ اور بعض اطلاعات کے مطابق 30 اگست کی رات کو بعض وزراء اپنے گھر نہیں سوئے تھے۔ یعنی انھیں خطرہ تھا کہ آج مارشل لاء لگ جائے گا اور ہم گرفتار ہو جائیں گے۔ لیکن اس کے باوجود مارشل لاء نہیں لگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خطے کے حالات اس کی اجازت نہیں دیتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ چیز پاکستان کے لیے بلکہ خطے کے لیے بھی کوئی مفید ثابت نہیں ہوگی کہ فوج کوئی عملی مداخلت کرے۔ پھر یہ کہ خطے کی صورت حال ایسی ہے کہ فوج مداخلت کرنے کی پوزیشن میں بھی نہیں ہے اور فوج کو مداخلت کرنی بھی نہیں چاہیے۔ البتہ اگر حالات اس حد تک خراب ہو جائیں کہ ریاست کا وجود ہی خطرے میں پڑ جائے تو پھر کوئی مسئلہ کھڑا ہو سکتا ہے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: میں سمجھتا ہوں کہ اس صورت حال میں فوج اس طرح مداخلت نہیں کرے گی کہ حکومت پر قبضہ کر لے البتہ یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ عوامی دباؤ اس قدر شدت اختیار کر جائے کہ مقتدر طبقات حکمران سے یہ کہیں کہ آپ اسمبلی کو ختم کر کے الیکشن دوبارہ کروائیں۔

سوال: گذشتہ چند روز میں یورپ کے بیس (20) سفراء نے بنی گالہ میں عمران خان سے ملاقات کی بعد ازاں

امریکہ اور چین کے سفیر بھی الگ الگ ملے۔ یہ ملاقاتیں کیا ظاہر کرتی ہیں۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ : اس وقت انٹرنیشنل حالات کے مطابق پاکستان کی جیوسٹرٹیجک پوزیشن بہت اہم ہے لیکن ہماری سیاسی حکومت کا اُمورِ خارجہ کا ڈیپارٹمنٹ بہت ہی کمزور ہے۔ وہ اندرونی مسائل میں اتنے پھنسے ہوئے ہیں کہ انہیں غور کرنے کا وقت ہی نہیں مل رہا۔ اس وقت امریکہ نے افغانستان سے جانا تھا۔ لیکن انھوں نے اپنا فیصلہ Revise کرلیا ہے۔ امریکہ کے سیکرٹری داخلہ چک ہیگل کے بارے میں خبریں آ رہی ہیں کہ وہ استعفا دینے والے ہیں۔ چک ہیگل صاحب اس لیے آئے تھے کہ وہ دوسرے ممالک میں امریکی فورسز کی Involvement کم کریں۔ لیکن اب افغانستان اور عراق کی معاملات کچھ اس نہج پر جا رہے ہیں کہ وہ یہاں پر اپنی فوجیں کم نہیں کرے گا۔ کیونکہ شام اور عراق میں داعش کی وجہ سے جو صورت حال پیدا ہوئی ہے امریکہ وہاں پر گراؤنڈ فورسز کو بھی لانچ کرنے کا سوچ رہا ہے۔ اس صورتِ حال میں انھوں نے عمران خان صاحب سے ملاقات کی ہے۔ ایک تو وہ یہ اندازہ لگانا چاہتے ہوں گے کہ عمران خان صاحب کے ارادے کیا ہیں۔ اگر 30 نومبر کو وہ کامیاب ہو جاتے ہیں تو ان کا اگلا پروگرام کیا ہوگا۔ اور ویسے بھی پاکستان میں جب بھی کوئی ایسی صورتِ حال Develope ہوتی ہے اور گورنمنٹ ایک بند گلی میں پہنچ جاتی ہے تو پھر دوسرے ملکوں کے سفیر درمیان میں آتے ہیں تا کہ اس مسئلہ کا حل نکالا جا سکے۔ اور اس صورتِ حال کا ایسا حل نکلے جس سے ان کے ممالک کے مفادات پر زد نہ پڑے۔

ایوب بیگ مرزا: یورپ اور امریکہ کے مفادات کا معاملہ زیادہ تر یکساں ہوگا اور وہ افغانستان کے حوالے سے ہوگا۔ اور چین کے سفیر کا مسئلہ شاید دوسرا ہو۔ میرے خیال میں تمام دنیا کی یہ خواہش ہے کہ اس خطے (پاکستان) میں کوئی گڑبڑ نہ ہو۔ اسی لیے وہ چاہتے ہیں کہ یہاں کے حالات معمول پر رہیں۔ میرے خیال میں وہ عمران خان کو راضی کرنے گئے ہوں گے کہ وہ حکومت کے لیے زیادہ مسائل کھڑے نہ کرے۔ دوسرے ممالک کے سفراء کی ملاقات سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ انھوں نے یہ محسوس کرلیا ہوگا کہ حکومت کی رِٹ کمزور پڑ گئی ہے اور اس وقت وہاں پر ایک دوسرے شخص کے پاس عوامی قوت ہے اور جس شخص کے پاس عوامی قوت ہو وہ کسی وقت بھی اقتدار میں آ سکتا ہے۔ اور اگر فوری انتخابات یا تبدیلی آتی ہے تو ہم اپنا نقطۂ نظر اقتدار میں آنے والی نئی شخصیت کے سامنے رکھ دیں۔ اور اس سے صحیح طور پر اپنا ایک تعارف حاصل کر سکیں۔ اور اپنے مقاصد اس کو بتا سکیں۔ یعنی عمران خان وزیراعظم سے استعفا تو حاصل نہیں کر سکا لیکن کافی کچھ اس نے حاصل کیا ہے۔

سوال: عمران خان بار بار نواز شریف سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ اگر وہ اپنے اور اپنے بیٹوں کے اثاثہ جات ظاہر کر دیں تو وہ دھرنا چھوڑ دیں گے۔ نواز شریف اتنا سستا سودا کیوں قبول نہیں کرتے۔

ایوب بیگ مرزا : آپ کو معلوم ہوگا کہ ہندوستان میں بھی یہ مسئلہ کھڑا ہوا ہے۔ وہاں بھی سیاستدانوں نے اپنے سرمائے دوسرے ملکوں میں منتقل کیے ہوئے ہیں۔ لیکن وہاں سپریم کورٹ نے حکومت کو حکم دیا ہے کہ وہ جلد از جلد ان لوگوں کے نام شائع کرے جن کا سرمایہ دوسرے ممالک میں ہے۔ وہ سرمایہ ہندوستانیوں کا مال ہے لہٰذا وہ ہندوستان واپس آنا چاہیے۔ ہمارے سپریم کورٹ کے پہلے چیف جسٹس چھوٹی چھوٹی باتوں پہ از خود نوٹس لیتے تھے۔ لیکن اس معاملے میں انھوں نے کچھ نہیں کیا۔ نواز شریف صاحب نے پاکستان سے پیسہ کمایا اور سب کچھ اپنے بیٹوں کے نام منتقل کر دیا۔ عمران خان کا اصل مطالبہ یہی ہے کہ آپ نے پاکستان میں کام کر کے پیسہ کمایا اور اس کو غیر قانونی طور پر لندن منتقل کیا اور اس سرمائے کو اپنے بیٹوں کے نام کر دیا۔ اور خود نواز شریف کے پاس ان کے بقول رہنے کے لیے اپنا گھر تک نہیں ہے۔ اس بارے میں وزیرِ خزانہ اسحاق ڈار صاحب بھی ایک ایفی ڈیوڈ دے چکے ہیں کہ اتنا سرمایہ نواز شریف کا وہاں منتقل کیا ہے۔ اب عمران خان کا مطالبہ یہ ہے کہ اگر اسحاق ڈار نے غلط ایفی ڈیوڈ دیا ہے تو اس کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے اسے جیل جانا چاہیے۔ اور اگر وہ ایفی ڈیوڈ صحیح ہے تو نواز شریف کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔ وہ ایفی ڈیوڈ باقاعدہ موجود ہے اس کی فوٹو کاپیاں بار بار ٹیلی ویژن پر دکھائی جاتی ہیں۔ لیکن نہ تو نواز شریف کے خلاف کارروائی ہوئی ہے اور نہ ہی اسحاق ڈار کے خلاف۔ جس طرح عمران کہتا ہے کہ اگر اثاثوں کو سامنے رکھا جائے تو نواز شریف لندن میں ایشیا کے تیسرے بڑے سرمایہ دار ہیں اور اگر واقعی ان کے بیٹوں کے پاس اتنی دولت ہے تو سب سے پہلے ان کے بیٹوں کو چاہیے کہ وہ پاکستان میں سرمایہ لائیں۔ غیروں کو تو بعد میں کہنا چاہیے۔ میرے خیال میں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے اثاثے ڈیکلیئر کریں گے (لندن میں ان کا پورا ریکارڈ موجود ہے) تو وکیل ایک نہایت آسان سوال پوچھے گا کہ یہ اثاثے کہاں سے آئے اور لندن کس طرح منتقل ہوئے؟ اس کا وہ جواب نہیں دے سکیں گے اور پکڑ میں آ جائیں گے۔ اسی وجہ سے وہ اس الزام کا کوئی جواب نہیں دیتے۔

سوال: مشرف کے خلاف غدّاری کے مقدمے میں عدالت نے سابقہ چیف جسٹس عبدالحمید ڈوگر اور موجودہ سائنس و ٹیکنالوجی کے وزیر زاہد حامد کو ملوث کرنے کا کہا ہے۔ اس سے غداری کے مقدمہ پر بحیثیتِ مجموعی کیا اثر پڑے گا؟

ایوب بیگ مرزا : میرے خیال کے مطابق اس سے مدّعی بھی خوش ہے اور مدّعا علیہ بھی خوش ہے۔ اس لیے کہ یہ کیس اب لمبا ہوگا۔ اس سٹیج پر ان دو کے نام آئے ہیں۔ اگلی سٹیج پر جب اور نام لیے جائیں گے تو عدالت اور لوگوں کو بھی ملوث کرے گی۔ جب زیادہ لوگ ملوث ہو جائیں تو کیس بذاتِ خود کمزور ہو جاتا ہے۔ اعتزاز احسن صاحب نے بھی کہا ہے کہ یہ کیس اب بہت لمبا ہوگا۔ نواز شریف صاحب اس لیے خوش ہیں کہ وہ نہیں چاہتے کہ مشرف کے بارے میں کوئی ایسا فیصلہ ان کے دورِ حکومت میں ہو جس سے فوج میں ناراضگی پیدا ہو۔ عجیب بات یہ ہے کہ 3 نومبر کا جو کیس ہنگامی صورتِ حال میں عدالت میں لگا ہوا ہے اس وقت وزیرِ قانون زاہد حامد تھے۔ اس لیے انھیں اس میں شامل کیا گیا اور نواز شریف جو مشرف کے بدترین دشمن ہیں انھوں نے حکومت سنبھالتے ہی اسی زاہد حامد کو اپنا وزیرِ قانون بنا لیا تھا جس پر بہت زیادہ تنقید ہوئی۔ تب انہوں نے ان سے قانون کی وزارت واپس لے کر سائنس اور ٹیکنالوجی کی وزارت دے دی۔ لیکن جب عدالت نے اسے انوالو کیا تو انھوں نے استعفا دے دیا۔ جہاں تک عبدالحمید ڈوگر کا معاملہ ہے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ عبدالحمید ڈوگر کو کیوں انوالو کیا گیا ہے۔ وہ خود تو چیف جسٹس نہیں بن گئے تھے۔ وقت کے حاکم نے انھیں چیف جسٹس بنایا تھا۔ تو اصل بات یہی ہے کہ اس میں سب کا فائدہ ہے۔ پرویز مشرف بھی آرام سے رہیں گے۔ نواز شریف بھی اس

حوالے سے ڈسٹرب نہیں ہوں گے اور فوج بھی ڈسٹرب نہیں ہوگی۔ اور مشرف اب سیاست میں بھی حصہ لیں گے۔ان کی آل پاکستان مسلم لیگ چل رہی ہے۔

سوال : سارک کانفرنس میں بھارتی وزیراعظم میاں نواز شریف کے سوا تمام وزراء اعظم سے ملاقات کریں گے۔ آخر وہ نواز شریف سے ملاقات کرنے سے کیوں گریزاں ہیں؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ :سارک ممالک میں دو ہی بڑے ملک ہیں پاکستان اور انڈیا اور بظاہر یہ عجیب صورت حال ہے کہ سارک کانفرنس ہو رہی ہو اور دو مین پارٹیز آپس میں ملاقات نہ کریں لیکن پاکستان اور انڈیا کے مذاکرات اکثر کسی نہ کسی وجہ سے تعطل کا شکار ہو جایا کرتے ہیں۔ان دنوں ہماری حکومت کئی لحاظ سے اتنی کمزور ہو چکی ہے کہ ملک کے اندر ہی نہیں، ملک سے باہر بھی اس کے اثرات پڑ رہے ہیں۔ یعنی اب انڈیا جیسے ملک کا سربراہ بھی پاکستان کی سیاسی صورتِ حال کو دیکھتے ہوئے ہمارے وزیراعظم سے ملنے کو تیار نہیں ہے۔ یہ ہماری سیاسی حکومت کی بین الاقوامی لیول پر ناکامی ہے۔

ایوب بیگ مرزا : ایک ملاقات ہوتی ہے کانفرنس ہال میں جس میں سب باتیں کرتے ہیں اور ایک ہوتی ہے سائیڈ لائن ملاقات، اس سے انڈیا انکار کر رہا ہے۔ سائیڈ لائن ملاقات نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بھئی تمہاری اپنے ملک میں کیا حیثیت ہے۔ میں تم سے بات کروں گا تو اس پر کس حد تک عمل درآمد کروا سکو گے۔ تمہارے خلاف اتنے مظاہرے ہو رہے ہیں۔ جہاں آپ جاتے ہیں تو نعرے لگتے ہیں گو نواز گو۔ تو یہ قدرتی بات ہے کہ جب کسی بھی وزیراعظم کی پوزیشن اپنے ملک میں کمزور ہو جائے تو باہر والے بھی اس کو گھاس نہیں ڈالتے۔ یہی ہمارا معاملہ ہے کہ جس کی وجہ سے ہم آج تک سیاسی عدم استحکام سے دوچار ہیں۔ اس کے علاوہ اصل وجہ کچھ اور ہے اور اس حقیقت کا واضح طور پر اعلان ہونا چاہیے کہ پاکستان جو کہ اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا اس کے حکمرانوں نے شریعت نافذ نہ کر کے اپنی اساس اور اپنے بنیادی نظریے سے انحراف کیا ہے اور ہم وہ کام کر رہے ہیں کہ بنیاد کہیں ہے اور عمارت کہیں تعمیر کر رہے ہیں۔ ایسی عمارت کبھی بھی پائیدار اور مضبوط نہیں ہو سکتی۔ چونکہ ہم نے اس لائن کو بدلا ہے جس پر چلنے کا ہم نے اللہ اور رسولؐ سے وعدہ کیا تھا تو اس وجہ سے ہم وہ سزا بھگت رہے ہیں۔

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ”جامع مسجد الہدیٰ بہار شاہ روڈ جوڑے پل لاہور“ میں

21 تا 27 دسمبر 2014ء

(بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا رفقاء ان موضوعات پر دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:

☆جہاد فی سبیل اللہ ☆اسلام کا انقلابی منشور

☆فرائض دینی کا جامع تصور (عبادتِ رب، شہادت علی الناس، اقامت دین)

برائے رابطہ: 042-35442290 ، 0321-4004049

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 36316638-36366638(042)

تنظیمی اطلاعات

مقامی تنظیم ”جھنگ“ میں عبداللہ اسماعیل کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ فیصل آباد کی جانب سے مقامی تنظیم جھنگ میں تقرر امیر کے لئے موصولہ اُن کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 20 نومبر 2014ء میں مشورہ کے بعد عبداللہ اسماعیل کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

مقامی تنظیم ”نیو کراچی“ میں اسامہ علی کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ کراچی شمالی کی جانب سے مقامی تنظیم نیو کراچی میں تقرر امیر کے لئے موصولہ اُن کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 20 نومبر 2014ء میں مشورہ کے بعد اسامہ علی کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

عدل و توازن کا فقدان

میجر (ر) سید حیدر حسن
majorjhaider@yahoo.com

"اے ایمان والو فرض ہوا تم پر قصاص......اور تمہارے لئے قصاص میں بڑی زندگی ہے" (سورہ البقرہ: 179)۔ ہمارے ملک میں "نئے ورلڈ آرڈر" کے تحت سنگین ترین جرائم کی سزا معطل کر دی گئی ہے۔ ماڈل ٹاؤن میں کیا ہوا، کیسے ہوا، کس کی ایماء پر ہوا؟ کیا ان تمام سوالوں کے جواب اس لئے حل طلب رہیں گے کہ جان سے جانے والے کیڑے مکوڑے عوام تھے۔ گلو بٹ کیمروں کی آنکھ سے تباہی مچاتا نظر آتا ہے لیکن یہ گواہی ناکافی قرار دے دی جاتی ہے۔ اسی طرح کی اندھیر نگری کی وجہ سے قتل بڑھ گئے ہیں، اور بچے اور بچیوں پر نا قابل بیان ظلم ہو رہے ہیں۔ تیزاب پھینکنا اب ایک عام جرم ہے۔ قصاص میں قاتل کو پھانسی ہو اور تیزاب پھینکنے والے پر تیزاب پھینکا جائے اور بچوں پر ظلم کرنے والوں کو سنت رسول (ﷺ) کے مطابق سزائیں ملیں تو پھر دیکھیں جرائم کتنے کم ہوتے ہیں۔ عدالتوں میں کیس اُس قانون کے تحت سنے جاتے ہیں جو انگریز کا بنایا ہوا قانون ہے، جو وہ ہمارے لئے بنا گیا تھا۔ اس قانون میں مجرم کے لئے نرم گوشہ ہے۔ جبکہ اسلام جرم ثابت ہونے کے بعد کسی رورعایت اور نرمی کا روادار نہیں۔ یہ کتنی ستم ظریفی ہے کہ اسلامی سزاؤں کو اسی اسلامی ملک میں وحشیانہ قرار دیا گیا (معاذ اللہ) اور شائد اسی وجہ سے اسلامی سزاؤں کو وحشیانہ قرار دینے والی شخصیت کے قتل کی گتھی سلجھائی نہیں جا سکی ہے۔

پہلے جب کبھی لال آندھی آتی تھی تو کان میں آواز پڑتی تھی کہ کہیں ظلم ہوا ہے، کہیں کوئی بڑا گناہ کسی سے سرزد ہوا ہے۔ شائد اب گناہ اتنے بڑھ گئے ہیں کہ لال آندھی کے لئے زمین پر مٹی دستیاب نہیں۔ کیونکہ اب بڑھتی آبادیوں، ایک سے زائد منزلہ سڑکوں، کارخانوں کے قیام اور بنجر زمینوں کو زیر کاشت لانے کے بجائے ہری بھری فصلوں والی زمینوں پر سیمنٹ اور لوہے کے جنگل اُگ آئے ہیں۔ تو پھر لال آندھیوں کے لئے مٹی کیوں نہ کم ہو جائے گی؟

ہمارے معاشرے میں انصاف نام کی چیز عنقا ہے۔ پولیس اور انتظامیہ حتی المقدور غریبوں پر ظلم، مک مکا سے معمولی جرائم کا "انسداد" کرتی ہے اور زرداروں سے سنگین ترین جرم سرزد ہونے پر مکمل تعاون کیا جاتا ہے۔ شیر شاہ سوری کی نقل میں ہر طرف پل اور سڑکیں تو بن رہی ہیں لیکن جرم کے خاتمے کے لئے علاقے کے ذمہ دار تھانیدار کو صرف معطل کرنے کی کارروائی کی جاتی ہے، وہ بھی اگر میڈیا زیادہ چرچا کر دے۔ اُسے شیر شاہ کی طرح امن وامان قائم کرنے کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جاتا۔ مٹی لال آندھیوں کے لئے ضرور کم ہو گئی ہے بالکل اسی طرح کہ جیسے اس ملک سے غیرت، ایمانداری، حسن سلوک اور رواداری عنقا ہو چکی ہے۔ مگر مٹی جھگیوں، غریب غرباء کے علاقوں کی گلیوں، محلوں، ٹوٹی پھوٹی سڑکوں پر بافراط ہے۔ لال مٹی کی جگہ کیا سیلابوں اور زلزلوں نے تو نہیں لے لی ہے؟

تربیت کا فقدان ہے، اس لئے بڑے اکثر ان پڑھ ہیں اور تربیت کس طرح دیں؟ پڑھے لکھوں کی اپنی "کمٹ منٹس" ایسی ہیں کہ وہ اپنے بچوں کو وقت دینے سے معذور۔ بڑے سکول میں بچے اُستادوں کی عزت نہیں کرتے۔ سکول کے کرتا دھرتا بچوں کے نظم وضبط سے لاپرواہ اور کسی قسم کی ڈانٹ ڈپٹ سے اس لئے اساتذہ کو منع کرتے ہیں کہ والدین شکایت لے کر آ جاتے ہیں۔ دوسری طرف ایسا بھی ہے کہ درخت تلے، غریب آبادیوں کے ٹاٹ سکولوں، بعض سرکاری سکولوں میں بچوں پر بے رحمانہ تشدد کا تذکرہ بھی بار بار سننے کو ملتا ہے۔ توازن کا فقدان ہر طرف ہے۔ منبر سے بھی زیادہ آواز صدقہ و خیرات کی اپیل کی صورت میں اُٹھتی ہے، اور اُسے ہی زیادہ معتبر سمجھا جاتا ہے جو اس مد میں زیادہ خرچ کرے، زیادہ سے زیادہ خودنمائی کر سکے۔ کردار سازی اور ذاتی سیرت کو بہتر بنانے میں مسجد کا کردار بہت محدود ہو گیا ہے۔ خطیب اور امام اب عام طور پر تنخواہ دار ہیں (تنخواہ حیرت ناک حد تک کم ہے) اس لئے صرف نماز کے اوقات میں حاضر رہنا اُن کی مجبوری ہے۔ باقی وقت میں وہ اپنے ذاتی مدرسے میں یا گھر گھر جا کر بچوں کو پڑھا کر اپنی ضروریات پوری کرنے پر مجبور ہیں۔ نکاح یا وفات پر کچھ مزید سہولت حاصل ہو جاتی ہے۔ اردگرد کے لوگوں پر اُن کا اثر اور زور نہیں ہے۔ اسی لئے مسجد کے منبر سے اسلاف کی خوش کن اور روح پرور باتوں کو سنایا ضرور جاتا ہے لیکن غرض صرف بیان کو خوبصورت بنانا ہوتا ہے سبق دینا مراد نہیں ہوتا۔ اکثر لوگ مسجد کی طرف ایک عادت کے تحت آتے محسوس ہوتے ہیں۔ ایسی عادت کے بجائے مسجد میں حاضری اللہ کے لئے ہوتی تو ہمارا معاشرہ اتنا بگڑا ہوا نہ ہوتا۔ رمضان کے فوری بعد مسجد میں کتنے نمازی آتے ہیں؟

منبر پر بیٹھی شخصیت کے دل سے اُٹھنے والی آواز تب ہی اثر دکھا سکتی ہے کہ جب اُس کا ذاتی کردار مثالی ہو۔ ایسا مثالی کردار اردگرد کے لوگوں پر مثبت اثر ڈال کر معاشرے کو سدھار سکتا ہے۔ جن بزرگوں کے ہم گرویدہ ہیں اُنہوں نے غیر مسلموں کو گلے لگایا، دائرہ اسلام میں شامل ہونے میں مدد دی۔ اسلام رنگ اور نسل کی تفریق ختم کرنے آیا ہے اور ہم اپنے مسلک اور گروہ کی شناخت ہی ایک مخصوص رنگ کے جبوں، عماموں، اور پگڑیوں سے کراتے ہیں۔ ہمارے اسلاف نے معاشرے کو جوڑا ہے، بانٹا نہیں۔ ہم مسجد کا نام بھی مسلک سے جوڑ دیتے ہیں۔ اگر اللہ سے ڈرنے والے خطیبوں کی خود اپنی صحت اتنی قابل رشک نہ ہوتی تو ہم میں کردار نام کی کوئی چیز ضرور پائی جاتی۔ ہماری کسی بھی فرض یا نفلی عبادت کی شروعات اور قبولیت کی بنیاد پاکیزگی اور طہارت ہے۔ ہم میں سے کتنے خود اپنے کپڑوں کو پاک صاف رکھتے ہیں؟ مساجد کی وضو کرنے کی جگہ یا غسل خانے کیا مثالی صفائی کا نمونہ ہوتے ہیں؟ کیا پاکیزگی، صفائی ستھرائی اور قوم میں یکجہتی پیدا کرنے جیسی "چھوٹی چھوٹی" باتوں کی اہمیت بارے یہ مختلف جماعتوں سے منسلک مختلف رنگوں

کے جبوں میں ملبوس علماء کرام اپنا کردار ادا کر رہے ہیں؟ یہ تو صرف اُنہیں مزید بانٹنے کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ ٹی وی پروگراموں میں ان کے بڑوں کی سج دھج اُنہیں سننے کے بجائے دیکھتے رہنے پر مجبور کرتی ہے۔ کیا کمال کی گوٹہ کناری سے مزین فنکارانہ سج دھج ہوتی ہے اور مزید پھر ستائشِ باہمی۔ اس بار رمضان سے متعلق ایک پروگرام تو ''چھا'' ہی گیا ہے۔ رمضان سے وابستہ پروگراموں میں پنڈال کی دلفریب سج دھج اور وہاں کا ہلہ گلا، خواتین کے زرنگار ملبوسات، میک اپ، میزبان کی آنیاں جانیاں، اُچھل کود موسیقی کا مسلسل استعمال۔ کیا یہ چیزیں روحِ دین سے کوئی مناسبت رکھتی ہیں؟ کیا سب کسی بھی طرح پاکیزگی اور احتیاط کے پہلو کو اُجاگر کرتا ہے؟ ہونا تو یہ چاہیے کہ اخلاق کو سدھارنے کا عمل گھر سے شروع ہو۔ ذمہ داری سکول پر نہ ڈالی جائے۔ گھر میں والد اپنے بیٹے سے یہ نہ کہے کہ جاؤ اور آنے والے کو بتا دو کہ میں گھر میں نہیں ہوں۔ میلاد کی محفلوں میں سبق آموز بیان کم ہوتا ہے۔ نعتوں میں زیادہ زور نبی اکرم ﷺ کی سیرت کے پہلو کو اُجاگر کرنے کے بجائے گلا پھاڑ کر ایک طرح کے ''بیک گراؤنڈ' ساز پر' زلف مبارک کے ذکر پر ہوتا ہے۔ اور پھر بیلیں دینے کا طور طریقہ؟ نعتوں میں اردو اور پنجابی یک جا کر کے ترنم ضرور نکھر جاتا ہے، معنی گم ہو جاتے ہیں۔ کم از کم کبھی اتفاق نہیں ہوا کہ بڑے بڑے ائمہ کرام میں سے کسی ایک سے بھی یہ سنا ہو کہ ایک بار ایک بڑھیا کا بوجھ اُٹھانے کے بعد وہ بوڑھی عورت جو راستے بھر آپ ﷺ کو محمد (ﷺ) سے بچنے کی بار بار تاکید کرتی رہی یکدم مسلمان کیوں ہو گئی؟ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو اور ہمیں اپنے ملک میں ایسا آئین اور قانون بنانے میں مدد دے جو صحیح معنوں میں اسلامی ہو اور عام لوگوں کی زندگی آسان بنا دے، آمین یا رب العالمین۔

یاد رفتگاں

آہ! فرقان دانش خان......راہِ حق کا متلاشی

حافظ ندیم الحسن

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی
اِک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا!

اپنے بہت پیارے بھائی، بہت مخلص، ملنسار اور درویش منش دوست فرقان دانش خان کی ناگہانی موت پر آہ دل کی گہرائیوں سے نکلی ہے۔ وہ ایک شریف النفس انسان تھے جو اپنے تو اپنے کسی غیر کو بھی ذرہ برابر تکلیف دینے سے احتراز کرتے تھے۔

بھائی فرقان دانش کے ساتھ میرا تعلق بہت پرانا اور گہرا تھا۔ ہم بچپن میں پہلی جماعت سے ایک ہی سکول میں ہمیشہ ساتھ ساتھ رہے۔ وہ نہایت ذہین تھے۔ دورانِ تعلیم کبھی فرسٹ پوزیشن سے کم پر سمجھوتا نہیں کیا۔ ہر کلاس میں فرسٹ آنا تو جیسے ان کے لئے مخصوص تھا۔ ان کے قریبی تعلیمی حریف کی ہمیشہ یہ خواہش رہتی کہ کبھی وہ فرقان دانش کو پیچھے چھوڑ کر پہلی پوزیشن پر براجمان ہو جائے لیکن یہ خواہش خواہش ہی رہتی۔ ابتدا سے ہی فرقان بھائی کی طبیعت پڑھنے لکھنے کی طرف مائل تھی۔ سکول کی تعلیم سے فارغ ہو کر جب وہ گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہوئے تو روزِ اوّل سے اُن کی یہ خواہش رہی کہ گورنمنٹ کالج لاہور کے ادارتی شعبہ سے منسلک ہوں۔ وہ چھوٹی چھوٹی کہانیوں، افسانوں اور اداریوں سے اپنی ادبی پیاس بجھانے کی کوشش کرتے رہے۔ اِس اثنا میں وہ ایک نوجوان مصنف کے طور پر ابھرے اور گورنمنٹ کالج لاہور کی طرف سے منعقدہ سیمی نار میں ''یوتھ ایوارڈ'' بھی حاصل کیا۔ کچھ عرصے بعد زمانے نے رخ بدلا۔ ان کے والد صاحب وفات پا گئے۔ والد کی وفات کے بعد انہوں نے زندگی کا رخ دین کی طرف پھیر لیا اور اپنے تئیں حق کی تلاش میں سرگرداں رہے۔ اس حوالے سے کبھی وہ تبلیغی جماعت کے ساتھ منسلک ہوئے، اور کبھی دعوت اسلامی کے ساتھ اور کبھی میجر منہاس کے ساتھ بھی اپنے قلب کی پیاس اور تشنگی بجھانے میں کوشاں رہے۔ آخرکار یہ تلاش انہیں تنظیم اسلامی تک لے آئی۔ وہ تنظیم میں تنظیم اسلامی کے ترجمان جریدے ندائے خلافت میں ایک عرصے تک نائب مدیر کے طور پر ذمہ داری نبھاتے رہے۔ تنظیم میں آنے کے بعد بھی وہ اصلاح و تزکیہ نفس کی غرض سے تصوف کے حلقوں کی طرف مائل رہے۔ کچھ عرصے سے انہوں نے مشہور صوفی شاعر و ادیب حضرت واصف علی واصفؒ کے حلقہ احباب میں آنا جانا شروع کر دیا تھا۔ جناب واصف کے شاگرد خاص ڈاکٹر اظہر وحید کے الفاظ میں درویش کی صفات کا خاصہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اخلاص اور اخلاق کے سنہری اصولوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ فرقان دانش خان ان دونوں خصوصیات کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ لیکن آہ! آج یہ پُرخلوص اور پُراخلاق ہستی منوں مٹی کے نیچے جا کر سو گئی ہے۔ راہِ حق کے راہی اپنے چاہنے والوں کو بے قرار چھوڑ کر اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے ہیں۔ وہ ایک بہت محبت کرنے والے شوہر، بے حد شفیق باپ اور اپنے بہن بھائیوں کے لئے ایک تنومند درخت اور سائبان کی مانند تھے جو اپنے نیچے پناہ لینے والوں کو ہمہ دم سایہ اور تحفظ فراہم کرتا ہے۔

ذاتی طور پر میرا خیال ہے کہ بھائی فرقان کی کمی اور ان کا خلا شاید مدتوں پُر نہ ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں بلند سے بلند مقام عطا فرما کر اعلیٰ علیین میں شامل فرمائے۔ آمین۔ تمام پڑھنے والوں سے ملتمس ہوں مرحوم کے بلندیٔ درجات اور مغفرت کے لئے دُعا فرمائیں۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ وَاَدْخِلْہُ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْہُ حِسَابًا یَّسِیْرًا

دعائے صحت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے سابق معتمد اور منفرد رفیق محترم شیر قادر ہائی بلڈ پریشر اور سینے کے انفیکشن میں مبتلا ہیں۔

☆ تنظیم اسلامی حلقہ لاہور شرقی کے ناظم دعوت اور مرکز میں ناظم اعلیٰ کے معاون خصوصی شکیل کی خوشدامن سخت علیل ہیں۔

اللہ بیماروں کو شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ قارئین سے بھی دُعائے صحت کی اپیل ہے۔

صادق اور امین کون؟

محمد خالد پراچہ
kparachajt@gmail.com

سپریم کورٹ آف پاکستان نے صادق اور امین کی تعریف متعین کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اب تک سامنے آنے والی آراء کے مطابق بنچ اس تعریف کو ایسے حالات میں بھی سامنے لانے کی کوشش کرے گا خواہ اس کے نتیجے میں آدھے ایوان خالی ہو جائیں۔ عدالت عظمیٰ یہ کارروائی پی ٹی آئی اور دیگر درخواستوں کے ضمن میں کر رہی ہے جن میں عدالت سے استدعا کی گئی ہے کہ قومی اسمبلی میں جھوٹ بولنے کی وجہ سے وزیر اعظم صادق اور امین کے اوصاف سے محروم ہو گئے ہیں۔ لہٰذا وہ منصب کے اہل بھی نہیں رہے۔ عدالت یہ کارروائی آئین کے آرٹیکلز-63,62 کے تحت کر رہی ہے۔ آخری کارروائی میں تین رُکنی بنچ نے مقدمہ چیف جسٹس کو بھیج دیا ہے کہ وہ اس اہم معاملہ پر ضروری پیشرفت کریں۔ بنچ نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اگر صادق اور امین کی تعریف متعین نہ کی گئی تو آئین کے آرٹیکلز-63,62 بے معنی ہو جائیں گے۔ یہ دفعات جنرل ضیاء الحق کے زمانے میں آئین کا حصہ بنائی گئیں۔ تاہم اٹھارویں ترمیم 2010 میں بھی اِنہیں برقرار رکھا گیا۔ معاملہ کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ اِن شقوں پر نظر ڈالی جائے۔

شق (1)62 میں شرائط نا اہلیت کا نفاذ ”shall not be elected or chosen as member of majlise shura......“ کے الفاظ سے کیا گیا ہے۔ (یعنی عوام کو منع کیا گیا ہے کہ وہ نا اہل کو منتخب کریں۔) یہ شق مجلسِ شوریٰ یعنی صدر سینیٹ اور اراکینِ قومی اسمبلی کا احاطہ کرتی ہے۔ صوبائی اسمبلیاں، جج، جرنیل، دیگر اعلیٰ مناصب رکھنے والے اور منتخب ہونے کے بعد ان شرائط کی پابندی نہ کرنے والے بھی لائقِ مواخذہ نہ ہے۔ امیدوار کے لئے مندرجہ ذیل شرائط اہلیت کا ذکر کیا گیا ہے۔

(d) اعلیٰ کردار کا حامل اور احکامات شریعت کی پابندی کرنے والا ہو۔

(e) احکام شریعت سے با خبر، فرائض کو ادا کرنے والا اور کبیرہ گناہوں سے بچنے والا ہو۔

(f) دانا، نیک، راست رو، ایماندار، امین کی شرائط بیان کی گئی ہیں۔ جھوٹا (liar) کا کوئی ذکر نہیں۔ حالانکہ جھوٹ تمام معاشروں میں قابلِ گرفت فعل ہے۔ گویا امین ہونے کے لئے سچ بولنے کی شرط ظاہری طور پر ضروری نہیں سمجھی گئی۔ آئین میں ایماندار (honest) اور ایمان کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ شرائط متعلقہ عدالت سے سزا کی صورت میں موثر ہوں گی۔

آئین کی شق (g)(1)63 کے مطابق عدلیہ اور فوج کی شہرت کی خراب کرنا، اُن کا تمسخر اُڑانا بھی نا اہلیت کا سبب ہو سکتے ہیں۔

اِن شرائط پر عمل درآمد کی ذمہ داری سپیکر اور پھر الیکشن کمیشن پر ہے۔ لہٰذا سپریم کورٹ میں جاری یہ مقدمہ ایک بے معنی مشق ہے۔

> **بنچ نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اگر صادق اور امین کی تعریف متعین نہ کی گئی تو آئین کے آرٹیکلز-63,62 بے معنی ہو جائیں گے**

خصوصًا جب تمام ارکان کو اسمبلی میں کہی گئی بات کے حوالے سے (1)(66) کے تحت جوابدہی سے تحفظ حاصل ہے۔ کیسی دلچسپ شرط ہے کہ ایک بات جو اسمبلی سے باہر کہہ دی جائے تو قابل مواخذہ ہے۔ اگر مقدس ایوان میں کہہ دی جائے تو کہنے والا مامون اور محفوظ ہے۔

آئین میں درج اِن شرائط اور ان پر عمل درآمد کے انتظام کا جائزہ لینے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ صادق اور امین کا تعین اور تلاش ناممکنات میں سے ہے۔ یہی وجہ ہے سیاست اِن تدابیر کے باوجود سب سے نفع بخش سرگرمی رہی ہے۔ پٹواری، پان سگریٹ والا، کلرک، چھوٹی موٹی فیکٹری والا، جس نے بھی سیاست کا چلن اختیار کیا وہ اور ان کے دوست رشتہ دار سب کروڑوں اور اربوں میں کھیلتے ہیں۔ مزید یہ کہ اس انتظام کی گرفت میں کبھی کوئی نہیں آسکا۔ ستم ظریفی تو یہ ہے کرپشن اور اخلاقی جرائم میں ملوث لوگ جب پیشی پر جاتے ہیں تو وکٹری کا نشان بناتے ہیں اور حامیوں کا جلوس ساتھ ہوتا ہے۔ سیاسی جماعتوں کے کارکن اور ترجمان اپنی قیادت کے افعال، اقوال اور اعمال کی بھرپور وکالت کرتے ہیں۔ ایسا کرتے ہوئے، قرآن کے یہ احکامات کہ سچ بات کہو، سچے گواہ بنو، اور جھوٹے کے حق میں بحث نہ کرو، فراموش کر دئے جاتے ہیں۔ یہ لوگ قیادت کی خوشنودی تو عزیز رکھتے ہیں، پارٹی کا مفاد دوسرے پر برتری کا خیال بھی سامنے ہوتا ہے۔ لیکن اللہ کا حکم اور نبی ﷺ کا قائم کردہ معیار امانت، دیانت نظر میں نہیں ہوتا۔ یہ حقیقت بھی سامنے رہنی چاہیے کہ جھوٹ پر عدالت سے رائے اور انصاف کا طلب گار کنٹینز سے کہی گئی باتوں کے سچ ہونے کی کیا دلیل رکھتا ہے۔ امریکی عدالت کا فیصلہ کہاں کھڑا ہوگا۔ سابق چیف جسٹس چوہدری اِفتخار، جنرل کیانی اور الیکشن کمیشن سے شکوہ کی آڑ میں کیا جانے والا اہانت اور تمسخر آمیز رویہ کیا مواخذہ کی بنیاد بن سکیں گے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو کیا اُگلنا بھی مشکل اور نگلنا بھی مشکل جیسی صورت پیدا نہ ہوگی۔

صادق اور امین سے ہمارا پہلا واسطہ اس ذات کے حوالہ سے ہوتا ہے جس کے کردار و عمل کو اللہ نے اُسوہ حسنہ قرار دیا۔ آپ ﷺ کو یہ مقام منصب نبوت پر فائز ہونے سے پہلے ملا۔ یہ شرف و اعزاز اس معاشرے نے دیا جسے لڑنے مرنے مارنے والا اور اوصاف حمیدہ سے محروم معاشرہ مانا جاتا ہے۔ جب تعمیر کعبہ کے موقع پر حجرِ اسود نصب کرنے کا مرحلہ نزاع کا شکار ہوا تو سب نے آپ ﷺ کو ثالث مان لیا۔ جب آپ ﷺ نے نبوت کے بعد لوگوں کو جبلِ صفا پر بلایا اور سوال کیا! اگر میں یہ

کہوں کہ پہاڑی کے پیچھے دشمن ہے جو حملہ کرنا چاہتا ہے۔اس وقت پہاڑی پر آپ ﷺ کے اردگرد ایسے لوگ ہوں گے جو دونوں طرف دیکھ سکتے ہوں گے۔لیکن سب نے بیک زبان کہا ہم نے آپ ﷺ کو کبھی غلط بیانی کرتے نہیں دیکھا۔لہٰذا جو کہا وہی سچ ہے۔اختلاف یہاں تک کہ آپ ﷺ کو مکہ سے ہجرت کرنا پڑی۔اعتراف ایسا کہ ہجرت کی رات بھی اہلِ مکہ کی امانتیں آپ ﷺ کے امین ہونے کی گواہی دے رہی تھیں۔یہ شہادت وہ لوگ دے رہے تھے جن میں آپ ﷺ نے بچپن، لڑکپن،نوجوانی اور پھر جوانی کے مراحل طے کئے تھے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شخص گواہی کے لئے حاضر ہوا۔آپؓ نے پوچھا: تم اس کے پڑوسی رہے ہو؟ یا اس کے ساتھ سفر کیا ہے؟ یا اس کے ساتھ لین دین کیا ہے؟ اُس کے اِنکار پر فرمایا پھر تم کیسے گواہی دے سکتے ہو۔اِن مثالوں سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ معاشرہ جیسا بھی ہو سیرت وکردار اس سے چھپے نہیں رہتے۔ساتھ رہنے بسنے والوں کی گواہی دیرپا، اصل اور معتبر ہوتی ہے۔

دوسری مثال !ایک جج صاحب اپنے اوپر لگے ہوئے الزامات سے بری ہونے کے بعد کیک، گلدستے، اور مبارکبادیں وصول کر رہے تھے۔کچھ وقت کے بعد بیٹی نے باپ سے پوچھا آپ اپنے جیسے جج سے بری ہونے پر خوش اور مطمئن ہیں۔کیا آپ اللہ کی عدالت میں بھی خود کو صادق اور امین ثابت کر پائیں گے۔

دستور کی دفعات 62,63 دراصل اسلام کے اخلاقی نظام کا تسلسل ہیں۔اِنہیں روایتی جمہوریت کے لامحدود حقِ رائے دہی اور حقِ نیابت (universal sufferage) کے اصول پر دیکھنا درست نہیں ہو گا۔خود عدالت ڈگری (B.A) کے حوالے سے ہونے والے مقدمے میں اس اصول کو تسلیم کر چکی ہے۔جبکہ اسلام میں امامت، نیابت اور سیادت کے لئے بھی خاص شرائط ہیں۔ان شرائط کا اطلاق نیابت کے لامحدود حق کو محدود کر دے گا۔لہٰذا جائز ناجائز آئینی غیر آئینی کی نئی بحث کا آغاز ہوگا۔ اِن حالات میں مذکورہ شرائط کے ذریعے روایتی جمہوریت کے شجر پر صادق اور امین جیسی اخلاقی اصطلاحات کی پیوندکاری پھل پھول نہیں لاسکتی۔آج اسی صورت کا ہمیں سامنا ہے۔

اسلام میں ووٹ اس گواہی کا نام ہے کہ فلاں امامت، نیابت اور سیادت کا اہل ہے۔بیعت اس شہادت کا لازمی نتیجہ ہے۔کہ جس باصفات شخص کو امامت، نیابت اور سیادت کے لئے منتخب کیا گیا ہے اُس کی اطاعت کی جائے گی۔عام حالات میں اگر کوئی شخص اپنے متقی، پرہیزگار ہونے کا دعویٰ کرے تو اسے نہ جانے کیا کیا کہا جائے۔گویا کسی کے صادق اور امین ہونے کی تائید کرنا عوام کے لئے ممکن بھی ہے اور مناسب بھی۔ ورنہ عدالت، جج یا ریٹرننگ افسر ایک نشست یا حالات وواقعات کے ایک خاص تناظر میں کسی کے صادق اور امین ہونے کا فیصلہ نہیں کر سکتا۔اگر کسی وقوعہ پر کوئی جج موجود ہو تو اپنے مشاہدہ اور موجودگی کے باوجود فیصلہ صادر نہیں کر سکتا۔لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ موجودہ شکل میں دستور کی دفعات 62,63 کی نوعیت محض نمائشی ہے۔ان کے ذریعے کوئی حقیقی تبدیلی ممکن نہیں ہے۔

☆☆☆

مدرسین قرآن کے لیے خوش خبری

ترجمہ برائے تدریسِ قرآن حکیم

از قلم

حافظ انجینئر نوید احمد حفظہ اللہ

مرکزی ناظم شعبہ تعلیم وتربیت
تنظیم اسلامی پاکستان

خصوصیات

★تدریسی ضرورت کے پیشِ نظر طویل آیات کی مناسب حصوں میں تقسیم
★ترجمے کا انداز بیانیہ ★ زبان وبیان: سلیس وعام فہم
★ذیلی عنوانات کے ساتھ خلاصہ مضامین ★ ہر سورۃ سے پہلے اس کا تعارف اور مضامین کا تجزیہ
★اضافی نکات برائے یادداشت کے لیے ہر صفحے پر مناسب جگہ

ناشر
شعبۂ مطبوعات
انجمن خدام القرآن
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

رابطہ: مرکزی دفتر
انجمن خدام القرآن سندھ کراچی
B-375 پہلی منزل، علامہ شبیر احمد عثمانی روڈ
بلاک 6 گلشن اقبال کراچی پاکستان
+92-21-34993436-7
publications@quranacademy.com

الحمد للہ
پہلی جلد (سورہ فاتحہ تا سورہ مائدہ)
طبع ہو کر منظر عام پر آگئی ہے

★کاغذ سفید
★صفحات 530 مجلد ★رعایتی قیمت 500 روپے

دھرنے، امیدیں اور عوام

محمد عثمان بٹ جامشورو
osmanbutt@gmail.com

ہمارے ملک میں اگر کوئی چیز وافر مقدار میں دستیاب ہے تو وہ ہے ہماری قومی غذا ''جھوٹ''۔ اب تو ایسا لگتا ہے کہ جھوٹ کے بغیر ہمارے معاشرے کا شیش محل کسی بھی وقت زمین بوس ہو جائے گا۔ جس ملک کا وزیراعظم اور اس کے ہمنوا کافی عرصہ یہ گیت گاتے رہے کہ ہم نے کسی سے کوئی معاہدہ نہیں کیا، اس کے بعد کہنے لگے کہ دس سال نہیں صرف پانچ سال کا معاہدہ تھا۔ جہاں کا صدر مملکت کہے کہ اگر کیے ہوئے وعدے کی پاسداری نہیں کی تو کیا ہوا، کون سی حدیث تھی جس پر عمل نہیں کیا، اندازہ لگائیں صدر مملکت کو عہد کی پاسداری کسی حدیث پر عمل کرنا نہیں لگ رہا تو اس معاشرے میں عوام کی اخلاقی حالت کیا ہوگی، اُس کو آپ لوگ خود ہی سمجھ سکتے ہیں۔ ایک جنرل صاحب جب ایک حکومت کو گرا کر خود کرسی پر چڑھ بیٹھے تو عوام میں امیدیں پیدا ہوئیں کہ اب ان بدعنوان لوگوں کا کڑا احتساب ہوگا۔ لوٹی ہوئی قومی دولت واپس آئے گی۔ لوٹ مار کرنے والوں کو ان کے منطقی انجام تک پہنچایا جائے گا۔ چوروں کو کوئی نہیں بچا سکے گا۔ اب راج کرے گی خلق خدا جو میں بھی ہوں اور تم بھی ہو۔ لیکن ساری امیدوں پر پانی پھر گیا، اور ہم عوام ان دعاؤں میں لگ گئے کہ بس اس سے جان چھوٹے باقی خیر ہے۔

ایک جج صاحب جب ایک جنرل صاحب کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہوئے اور اِس کی پاداش میں انہیں معزول کر دیا گیا تو عوام کو یہ امید دلائی گئی کہ اگر یہ جج صاحب بحال ہو گئے تو نیا سورج طلوع ہوگا۔ ہر کسی کو انصاف اس کے گھر کی دہلیز پر ملے گا۔ عصمتیں لٹنے اور انصاف نہ ملنے پر خودکشیاں کرنے والیاں معاشرے سے ختم ہو جائیں گی۔ عورت کی عزت مہنگی اور روٹی سستی ہو جائے گی۔ گھروں میں ڈاکا ڈالنے والا آرام سے نہیں رہے گا اور لٹنے والے پولیس کی منتیں نہیں کریں گے، ان کے پاؤں نہیں پڑیں گے کہ ہمارے گھر تو ڈاکا پڑا ہی نہیں، آپ کیوں پریشان ہو رہے ہیں۔ گھر سے جانے والے کے گھر والے اس کے گھر واپس آنے تک اس کی زندہ واپسی کی پریشانی میں بدحال نہیں ہوں گے۔ رات کو ایک شہر سے دوسرے شہر سفر کر کے خیر خیریت سے منزل تک پہنچنے والوں کو لوگ حیرت کی نگاہوں سے نہیں دیکھیں گے۔ لیکن افسوس کہ جج صاحب کے ساتھ لگائی ہوئی ساری کی ساری امیدیں سراب ثابت ہوئیں۔ ہمارا نظام جیت گیا۔ عوام کی سادگی ایک بار پھر دھوکا کھا گئی۔

زندگی رکتی نہیں، وقت آگے نکل گیا۔ ہم عوام سب کچھ بھول کر ساری کرپشن کو اپنا نصیب جان کر اور جاہل حکمرانوں کو اپنے کرتوتوں کی سزا جان کر چپ ہو کر سو گئے۔ اچانک پرسکون غفلت کی نیند میں سوئے ہوئے عوام کو ''گو گو'' کے نعروں نے پھر سے جگانا شروع کر دیا ہے، لوگ امیدیں لگانا شروع ہو گئے ہیں۔ امیدیں روز بروز بڑھتی جا رہی ہیں اور ہم عوام نے یہ سمجھنا شروع کر دیا ہے کہ فلاں ابن فلاں جب آئے گا تو دریائے سندھ تین حصوں میں بہنا شروع ہو جائے گا۔ ایک حصہ میں شہد ہو گا، ایک حصے میں خالص دودھ ہوگا اور ایک حصے میں پانی ہوگا منرل جس کے پینے سے انسانی ہاضمے پر کوئی مضر اثرات نہیں پڑیں گے اور ماہانہ پانی کے ڈرموں کے اخراجات بچیں گے اور multinational کمپنیاں لوگوں کو بےوقوف بنا کر اپنا پانی کا دھندا نہیں چمکا سکیں گی۔

لاکھوں لوگ اور خاص طور پر نوجوان اپنی آنکھوں میں نئے پاکستان کے خواب سجائے دیوانہ وار ترانوں پر ناچتے، Twitter, Facebook اور سماجی رابطے کی دوسری ویب سائٹس پر بحث مباحثے کرتے، دفاتر، پارکوں اور ہوٹلوں پر محفلیں سجاتے، گلا پھاڑ پھاڑ کر نعرے لگاتے، لوگ اپنی حلال و حرام کی کمائی لٹاتے کہہ رہے ہیں، نیا پاکستان بن رہا ہے۔

کچھ لوگ جنرل پاشا اور کرنل صاحب کی بے وفائی کی دہائی دے رہے ہیں۔ الیکٹرانک میڈیا لوگوں کو یہ بات سمجھا رہا ہے، کہ دنیا میں ساری مشکلوں، پریشانیوں اور بیماریوں کا حل صرف اور صرف جمہوریت میں رکھا ہے۔ سب چینلز مل کر چیخ رہے ہیں کہ اس مقدس جمہوریت کو بچا لو۔ اگر اس مقدس گائے کو کچھ ہوا تو پھر مولوی آ جائیں گے، جو تمہیں واپس غاروں میں رہنے پر مجبور کر دیں گے۔ دیکھو سب مل جاؤ! دیکھو، ہوشیار ہو جاؤ۔ ہماری سیاسی دینی جماعتیں بھی انہیں چینلز کی اس چیخ و پکار کا حصہ بن کر اس مقدس گائے کو بہرصورت بچانا چاہتی ہیں۔ جمہوریت کو بچانے اور نیا پاکستان بنانے کے نام پر دھرنے دیئے جا رہے ہیں ایک بار عوام کو سنہرے خواب دکھا کر امیدیں دلائی جا رہی ہیں۔ لیکن اگر اب کی بار بھی پردے کے پیچھے سے کوئی پہلے جیسا ہمدرد اور غم گسار آ نکلا تو ان نوجوانوں کو پھر کون امید دلا سکے گا؟ کون ان کو یہ سمجھائے گا کہ آپ کی آنے والی نسلوں کی تقدیر بدلنے کی باتیں کرنے والے جھوٹے تھے، لیکن اب آپ لوگ اس نعرے پر اکٹھے ہو جاؤ۔ شاید پھر بولنے والے تو بہت مل جائیں لیکن ماننے والا کوئی نہ مل سکے۔

نیا پاکستان بنانے والو! نیا پاکستان جارحانہ بیانات، اخلاق باختہ الزامی گفتگو، مادر پدر آزاد مخلوط معاشرت اور ناچ گانوں کی محفلیں سجانے سے نہ بنے گا۔ ایسے پاکستان سے تو پرانا پاکستان ہی بھلا۔ نیا پاکستان بنانے کے لیے پاکیزہ سیاست، عادلانہ طرز حکمرانی، خلافت راشدہ کا شعور عام کرنا ہوگا۔ شرم و حیا پر مبنی اقدار کو پروان چڑھانا ہوگا۔ وی آئی پی کلچر کے خاتمہ کا نعرہ بھی تب بامعنی تب ہو سکے گا جب اسلامی مساوات کے اصول کا اطلاق سب سے پہلے اپنی ذات پر کیا جائے گا۔ گر یہ نہیں تو بابا پھر سب کہانیاں ہیں۔

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

بانیٔ تنظیمِ اسلامی وداعیٔ تحریکِ خلافت پاکستان ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی چند فکر انگیز تصانیف

داعی رجوع الی القرآن کا شہرہ آفاق دورہ ترجمہ القرآن
اب کتابی شکل میں بعنوان

بیان القرآن

حصہ اول: صفحات: 359 ، قیمت 450 روپے
حصہ دوم: صفحات: 321 ، قیمت 400 روپے
حصہ سوم: صفحات: 331 ، قیمت 425 روپے
حصہ چہارم: صفحات: 394 ، قیمت 450 روپے
حصہ پنجم: صفحات: 480 ، قیمت 550 روپے
حصہ ششم: صفحات: 484، قیمت 590 روپے

شرک کی حقیقت، اقسام اور دورِ حاضر کے
شرک سے واقفیت کے لیے مطالعہ کیجیے

حقیقت و اقسامِ شرک

قیمت اشاعت عام: 60 روپے، خاص: 90 روپے

سیرت النبیؐ کی روشنی میں
اسلامی انقلاب کے مراحل، مدارج اور لوازم

منہج انقلاب نبویؐ

مجلد: 400 روپے غیر مجلد: 200 روپے

بعثتِ انبیاء کا اساسی مقصد بعثتِ محمدیؐ
کی اتمامی و تکمیلی شان

نبی اکرم ﷺ کا مقصدِ بعثت

اشاعت خاص: 50 روپے

ایک مسلمان کی انفرادی اور اجتماعی
ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟

دینی فرائض کا جامع تصور

اشاعت خاص 25 روپے، عام 20 روپے

پاکستان کی اساس، معجزانہ قیام، عالمی غلبہ اور
پاکستان، استحکام کا واحد ذریعہ اسلامی انقلاب

استحکام پاکستان

اشاعت خاص: 150 روپے

سورۃ العصر کی روشنی میں

راہ نجات

اشاعت خاص: 70 روپے، مختصر ایڈیشن: 20 روپے

عظمت مصطفی ﷺ مقصدِ بعثت، اسوۂ رسولؐ
رسول انقلابؐ کا طریق انقلاب، ختم نبوت

رسول اکرمؐ اور ہم

اشاعت خاص: 450 روپے

اُمتِ مسلمہ کے لیے سہ نکاتی لائحہ عمل

اور نہی عن المنکر کی خصوصی اہمیت

مجلد 100 روپے، غیر مجلد 45 روپے

پاکستان اور ملت اسلامیہ کے حال اور مستقبل کے
تناظر میں لکھے گئے فکر انگیز اخباری کالموں کا مجموعہ

بصائر

صفحات: 130 قیمت: 65 روپے

قرآن حکیم کی عظمت، تعارف اور حقوق و مطالبات
جیسے علمی و عملی موضوعات پر 8 کتابوں کا مجموعہ

قرآن حکیم اور ہم

اشاعت خاص 400 روپے، عام 270 روپے

برعظیم پاک و ہند میں

اسلام کے انقلابی فکر کی تجدید و تعمیل

اور اس سے انحراف کی راہیں

اعلیٰ ایڈیشن: 50 روپے

دعوت رجوع الی القرآن کی اساسی اور مقبول عام دستاویز
جس کا انگریزی، عربی، فارسی اور سندھی میں ترجمہ ہو چکا ہے

مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق

اشاعت خاص: 45 روپے، اشاعتِ عام: 25 روپے

سابقہ اور موجودہ

مسلمان اُمتوں کا ماضی، حال اور مستقبل

اور مسلمانانِ پاکستان کی خصوصی ذمہ داری

اشاعت خاص 120 روپے

ڈاکٹر صاحب کے دو خطبات کا مجموعہ

اسلام میں عورت کا مقام

اشاعت خاص: 100 روپے، اشاعت عام: 70 روپے

مفصل فہرست طلب کیجیے: مکتبہ خدام القرآن، 36۔ کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ فون نمبر 3-042-35869501